ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم
از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

حافظ

حکایتِ مہر و وفا

بزرگانِ دیوبند، اپنے ہمعصر عُلماء و مشائخ کی نظر میں

قطبِ ربّانی حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری (م ۱۳۰۳ھ - ۱۸۸۵ء)، قطبِ وقت حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن صاحب گنج مُرادآبادی (م ۱۳۱۳ھ - ۱۸۹۵ء)، زبدۃ العارفین حضرت سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی (م ۱۳۱۵ھ - ۱۸۹۷ء)، شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداداللہ صاحب مُہاجر مکیؒ (م ۱۳۱۷ھ - ۱۸۹۹ء)، فخرِ خواجگانِ چشت حضرت خواجہ غلام فرید صاحب (م ۱۳۱۹ھ - ۱۹۰۱ء)، پیرِ طریقت حضرت شاہ ابوالخیر صاحب مجدّدی دہلوی (م ۱۳۴۱ھ - ۱۹۲۳ء)، شیر ربّانی حضرت میاں شیر محمّد صاحب شرقپوری (م ۱۳۴۷ھ - ۱۹۲۸ء)، آفتاب چشت حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی (م ۱۳۵۶ھ - ۱۹۳۷ء) اور دیگر بزرگوں کے ارشادات گرامی، مشتے نمونہ از خروارے

ترتیب: سید نفیس الحسینی

کمترینِ خدامِ قطب الارشاد حضرۃ مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

والقیت علیک محبتہ منی

اُن کا جو کام ہے وہ اہل سیاست جانیں
میرا پیغام محبّت ہے جہاں تک پہنچے

جگر مرادآبادی

جس زمانے میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی تجدیدی شان جلوہ گر ہوئی ایک جہان بسیط نے سعادت و ہدایت کی روشنی پائی لیکن ایک طبقہ ایسا بھی تھا کہ اس کی آنکھیں چندھیا گئیں اور وہ ان کے مرتبہ ومقام کی پہچان سے قاصر رہا، حضرت مجدد علیہ الرحمتہ کی ذات والاصفات کے خلاف فتوی بازی میں مشغول ہو گیا بڑی بڑی کتابیں ان کے رد میں لکھیں لیکن خدا کے فضل و کرم سے آج اُن کا نام و نشان تک باقی نہیں رہا اس کے برعکس حضرت مجدد قدس سرّہ کا آفتاب عالمتاب آج بھی پوری آن بان اور شان سے نوّرافشاں ہے، یہی صورتِ حال حکیم الاّمت حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرّہ اور مجدّو ماتہ سیزدہم حضرت سید احمد شہیدؒ کے زمانے میں پیش آئی، اُن کا پھریرا بھی بحمد اللہ پورے وقار سے لہرا رہا ہے۔

بزرگانِ دیو بند کی تجدیدی تحریک بھی حضرت مجدّد الف ثانی حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت سید احمد شہید کے سلسلے ہی کی کڑی ہے تعّجب نہیں اگر انھیں بھی اپنے پیش روؤں کی طرح باطل سے ٹکرانا پڑا ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

لیکن ہر زمانے میں ایسے بندگانِ خدا بھی ہوتے ہیں کہ سعادت ازلی کے نور سے وہ حق و باطل میں فوراً تمیز کرلیتے ہیں ذیل میں دارالعلوم دیو بند اور اکابر علما دیوبند کے بارے میں چند معاصر علماؑ و مشایخ اور کچھ دیگر بزرگوں کے تاثرات پیش کیے جاتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالرّحیم سہارنپوری قدس سرّہ (م۱۳۰۳ھ-۱۸۸۵ء)

آپ قطب ربّانی رئیس المجاہدین غازی اسلام حضرت اخوند عبدالغفور صاحب سوات قدس سرّہ (م ۱۲۹۵ھ) کے خلیفہ اعظم تھے مزارِ مبارک سہارنپور میں ہے آپ اکابر علمائے دیوبند کے معاصرو مرتبہ شناس تھے۔ حضرت مولانا محمد امیر بازخان صاحب ''شہاداتِ امیریہ'' میں تحریر فرماتے ہیں:

'' خبرِ حسرت اثر مولانا واستاذنا مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب کی آئی تو حضرت (شاہ عبدالرحیم سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ) نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ آج میری پشت دو صدموں سے ٹوٹی ہے ایک مرگ مولوی محمد قاسم صاحب کی ہے دوم رحلت مولوی احمد علی صاحب (سہارنپوری) سے یہ دونوں بزرگوار بے ریا متبع شریعت مفیض اکمل تھے، مجھ کو ان کے باعث بڑی تقویت تھی اب میں تنہا رہ گیا۔''

(''شہادات امیریہ علی مکشوفاتِ رحیمیہ'' ص ۱۴ مطبوعہ بلالی پریس ساڈھوڑہ ۱۳۱۹ھ)

مولانا عبداللہ شاہ صاحب کرنالی ''تعلیمات رحیمی'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ

''حضرت پیرو مُرشد بدرجہ غایت متبع سنت اور محترز از بدعت تھے کسی عرس اور محفلِ رقص و سرود و شعر خوانی میں شریک نہیں ہوتے تھے اور اپنے خادمان کو اتباع شرع کا تقید فرماتے تھے اور بدعات سے منع فرماتے تھے۔'' (تعلیماتِ رحیمی، ص ۵۲، ۵۳)

آپ کا فیضان بارانِ رحمت کی صورت تھا آپ کے خلفاء کرام کے نام اس ترتیب سے لکھے ہیں:

۱) حضرت مولانا محمد امیر بازخاں صاحب قدس سرّہ

۲) حضرت مولانا عبد اللہ شاہ صاحب جلال آبادی ثم الکرنالی قدس سرّہ
۳) حضرت مولانا شاہ ابو الحسن سہار نپوری قدس سرّہ
۴) حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوری نور اللہ مرقدہ، جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی مجاز ہیں
۵) حضرت مولانا عبد الخالق صاحب ساکن مہم ضلع رہتک نور اللہ مضجعہ
۶) حضرت مولانا قاری عبد الکریم صاحب رحمتہ اللہ علیہ تخت ہزاروی
۷) حضرت مولانا نور محمد صاحب لدُھیانوی نور اللہ مضجعہ

حضرت مولانا محمد امیر بازخاں صاحب جانشین اور حضرت مولانا عبد اللہ شاہ صاحب دونوں مدرسہ دیوبند ہی کے تعلیم یافتہ تھے، باقی تمام خلفاء پر بھی اکابر علما دیوبند کا مسلکِ اعتدال ہی غالب تھا۔ حضرت مولانا عبد اللہ شاہ صاحب سے ایک صاحب نے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی نسبت دریافت کی آپ نے فرمایا کہ حضرت مولانا کی نسبت بہت قوی اور غیر متناہی ہے۔

حضرت مولانا عبد اللہ شاہ صاحب قدس سرّہ کے سلسلے میں اس وقت حضرت مولانا طفیل احمد صاحب قادری (حال مقیم خانقاہ قادریہ مجّددیہ کراچی) صاحب ارشاد ہیں جو بزرگانِ دیوبند کے شیدائی ہیں۔

قطب عالم حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم رائے پوری قدس سرّہ (م ۱۳۳۷ھ۔ ۱۹۱۹ء) کا سلسلہ آفتاب کی طرح روشن ہے، آپ نے ترویج اشاعت سنت نبوی صلی اللہ علیہ والہ سلم میں کارہائے نمایاں کیے ہیں۔ آپ کے خلیفہ اعظم وجانشینِ برحق قطب الارشاد حضرت مولانا عبد القادر رائے پوری (م ۱۳۸۲ھ) قدس سرّہ نے عرب و عجم میں اس سلسلے کو پھیلا دیا ہے انکے جانشین حضرت مولانا شاہ عبد العزیز رائے پوری ہیں۔

حضرت قاری عبدالکریم صاحب تخت ہزاری کے سلسلے میں اس وقت جناب صوفی برکت علی صاحب لدھیانوی دارالاحسان سالاروالا ہیں جن کے حلقے میں جدید طبقہ سے تعلق رکھنے والے بعض بڑے افسر بھی شامل ہیں۔

جناب صوفی صاحب مدظلہ اکابردیوبند حضرت نانوتوی، حضرت گنگوہی اور حضرت تھانوی وغیرہم کو مقبول بارگاہِ خداوندی سمجھتے اور ان کی تصانیف سے استفادہ کرتے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کو تو وہ حضرت علاء الدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ ہی کا مدرسہ کہتے ہیں۔اس بنا پر کہ بزرگانِ دیوبند سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے چشم و چراغ ہیں۔

حضرت صوفی نور محمد صاحب لدھیانوی رحمتہ اللہ علیہ مدرسہ امّ المدارس کے بانی اور نورانی قاعدہ کے مصنف ہیں۔ وہ مسلک علما دیوبند کے حامل تھے۔ ان کی اولاد حضرت مرشد نا و مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرّہ کی حلقہ بگوش ہے ، رحمہ اللہ تعالی۔

حضرت شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی (م۱۳۱۳ھ - ۱۸۹۵ء)

آپ حضرت شاہ محمد آفاق مجّددی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل اور ہندوستان کے اولیائے کبار میں سے تھے۔ حضرت گنج مرادآبادی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا شاہ تجمل حسین بہاری رحمتہ اللہ علیہ اپنی تالیف کمالات رحمانی میں رقم طراز ہیں:

"اب بیعت کا جو عزم ہوا کہ مجھ کو (مولانا شاہ تجمل حسین بہاری) عقیدت اور غلامی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ سے تھی۔ آپ کو(حضرت گنج مرادآبادی رحمتہ اللہ علیہ) کو کشف سے معلوم ہوا آپ نے حضرت مولانا کی تعریف کی کہ اس کم سنی میں ان کو ولایت حاصل ہو گئی اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرّہ کی بھی تعریف کی کہ ان کے قلب میں ایک

نورالٰہی ہے جس کوولایت کہتے ہیں۔ حضرت مولانا (محمد علی) مونگیری نے بھی اس روایت کی تصدیق کی ہے۔"

حضرت سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی قدس سرہ (م ۱۳۱۵ھ۔۱۸۹۷ء)

حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی انبیٹھوی مؤلف "انوارالعاشقین" فرماتے ہیں:

"حضرت عارف باللہ شیخی توکل شاہ صاحب مجددی رحمتہ اللہ علیہ نے عاجز سے فرمایا تھا کہ میں نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ سلم تشریف لے جارہے ہیں مولانا محمد قاسم نانوتوی توجہاں پائے مبارک حضور صلی اللہ علیہ والہ سلم کا پڑتا ہے وہاں دیکھ کر پاؤں رکھتے ہیں، میں بے اختیار بھاگا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ سلم کے پاس پہنچوں چنانچہ میں آگے ہو گیا۔" ("انوارالعاشقین" ص ۸۸)

حضرت سائیں صاحب کے بعض الہامی جملے حضرت قطب الارشاد گنگوہی کی شان میں بھی مشہور ہیں۔

سرسید احمد خاں مرحوم (م ۱۳۱۵ھ)

"مولوی محمد قاسم رحمتہ اللہ علیہ اس دنیا میں بے مثل تھے، ان کا پایہ اس زمانے میں شاید معلوماتِ علمی میں شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ سے کچھ کم ہو اور تمام باتوں میں ان سے بڑھ کر تھا، مسکینی اور نیکی اور سادہ مزاجی میں اگر ان کا پایہ مولوی محمد اسحٰق رحمتہ اللہ علیہ سے بڑھ کر نہ تھا تو کم بھی نہ تھا، درحقیقت فرشتہ سیرت اور ملکوتی خصلت کے شخص تھے۔"

(علیگڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۲۴ اپریل ۱۸۸۰ء ص ۴۶۸)

قطب الاقطاب حضرت حاجی امداداُللہ مہاجر مکی (م ۱۳۱۷ھ۔ ۱۸۹۹ء)

ہر کس کہ ازیں فقیر محبت وارادت دارد مولوی رشید احمد صاحب سلمہ ومولوی محمد قاسم سلمہ راکہ جامع جمیع کمالات علوم ظاہری و باطنی اند بجاے من راقم اوراق بلکہ بمدارج فوق ازمن شمارند اگرچہ بظاہر معاملہ برعکس شد کہ اوشان بجائے من ومن بمقام اوشان شدم وصحبت اوشان راغنیمت دانند کہ ایں چنیں کساں دریں زمان نایاب اندوازخدمت بابرکت ایشاں فیض یاب بودہ باشندوطریق سلوک کہ دریں رسالہ (ضیاء القلوب) نوشتہ شد در نظرشان تحصیل نمائند، انشاء اللہ تعالی بے بہرہ نخواہند ماند اللہ تعالی درعمر شان برکت دہدو ازتمامی نعماء عرفانی وکمالات قربیت خود مشرف گرداندوبمراتبات عالیات رساندواز نور ہدایت شاں عالم رامنور گرداند و تاقیامت فیض اوشان جاری داردو بحرمتہ النبی وآلہ الامجاد۔

(ترجمہ) جو صاحب اس فقیر سے محبت وعقیدت وارادت رکھیں وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ کو جو تمام کمالات علوم ظاہری و باطنی کے جامع ہیں میری جگہ بلکہ مدارج میں مجھ سے فوق سمجھیں اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہے کہ میں ان کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں اور ان کی صحبت کو غنیمت سمجھیں کہ ان کے ایسے لوگ اس زمانے میں نایاب ہیں اور ان کی خدمت بابرکت سے فیض یاب ہوتے رہیں اور سلوک کے طریقے جو اس رسالہ (ضیاء القلوب) میں لکھے گئے ہیں ان کے حضور حاصل کریں، انشاء اللہ تعالی بے بہرہ نہ رہیں گے، اللہ تعالی ان کی عمر میں برکت دے اور معرفت کی تمام نعمتوں اور اپنی قربت کے کمالات سے مشرف فرمائے اور بلند رتبوں تک پہنچائے اور ان کے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کرے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ سلم کے صدقے میں قیامت تک ان کا فیض جاری

رکھے۔

(ضیاء القلوب ص ۶۰ مطبع مجتبائی دہلی)

اعلیٰ حضرت حاجی صاحب قدس سرّہ بعض معترضین کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

''مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم و مولوی رشید احمد صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب و مولوی احمد حسن صاحب وغیرہم از عزیز این فقیراند و تعلق با فقیر میدارند، ہیچگاہ خلاف اعتقادات فقیر و خلاف مشرب مشائخ طریق خود مسلکے نخواہند پذیرفت''۔

(رسالہ در بیان وحدۃ الوجود ص ۳ مطبوعہ راشد کمپنی دیوبند، از اعلیٰ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

''فیصلہ ہفت مسئلہ'' کے آخر میں حضرت حاجی صاحب قدس سرّہ عامۃ المسلمین اور خصوصاً اپنے متوسّلین کو ارشاد فرماتے ہیں:

''اہل اللہ کی صحبت اختیار کریں خصوصا عزیزی جناب مولوی رشید احمد صاحب کے وجود بابرکت کو ہندوستان میں غنیمت کبریٰ و نعمت عظمیٰ سمجھ کر ان سے فیوض و برکت حاصل کریں کہ مولوی صاحب موصوف جامع کمالات ظاہری و باطنی کے ہیں اور ان کی تحقیقات محض اللہ کی راہ سے ہیں ہر گز اس میں شائبہ نفسانیت نہیں۔''

(''فیصلہ ہفت مسئلہ'' ص ۱۳، مطبوعہ راشد کمپنی دیوبند)

آخر میں شیخ العرب والعجم اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ کا ایک مکتوب مبارک درج کیا جاتا ہے جو قطب الارشاد حضرت گنگوہی کے علوِ مرتبت پر شاہدِ صادق اور ان کے معترضین کے لیے جواب شافی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرّحیم
نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم

از فقیر امداد اللہ چشتی بخدمت محبان عموما، ان دنوں بعض خطوط ہندوستان سے اس فقیر کے پاس آئے اس میں تحریر تھا کہ مولوی رشید احمد صاحب کے ساتھ بعض لوگ سوء ظن رکھتے ہیں کہ ہم مولوی صاحب کو کیسا سمجھیں، لہذا فقیر کی جانب سے مشتہر کرا دو اور طبع کرا دو کہ مولوی رشید احمد صاحب عالم ربّانی فاضل حقّانی ہیں، سلف صالحین کا نمونہ ہیں، جامع بین الشریعت والطریقت ہیں، شب وروز خدا اور اس کے رسول ﷺ کی رضامندی میں مشغول رہتے ہیں، حدیث پڑھانے کا شغل رکھتے ہیں، مولانا مولوی محمد اسحقؒ صاحب کے بعد اس قسم کا فیض علم دین کا مولوی صاحب سے جاری ہوا ہے، ہندوستان میں مولوی صاحب ایک فرد واحد ہیں، مسائلِ مشکلہ کی عقدہ کشائی مولوی صاحب سے ہوتی ہے، ہر سال میں پچاس آدمی کے قریب علم حدیث پڑھ کر ان سے سند لیتے ہیں۔ اتباع سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں محو ہیں، محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور عشق خداوندی میں مستغرق ہیں، حق گو ہیں، لا یخافونَ لومة لائم کے مصداق ہیں، خدا کے اوپر پورے طور سے توکّل رکھتے ہیں، بدعات سے پورے طور سے مجتنب ہیں، اشاعت سنت اُن کا پیشہ ہے، بدعقیدوں کو خوش عقیدہ بنانا ان کا حرفہ ہے، ان کی صحبت اہل اسلام کے واسطے کیمیا اور اکسیر اعظم ہے، ان کے پاس بیٹھنے سے اللہ یاد آتا ہے یہی اللہ والوں کی علامت ہے، متقی اور تارک الدّنیا ہیں، راغب الی الآخرۃ ہیں، تصوف اور سلوک میں کامل ہیں، امیر وغریب ان کے نزدیک یکساں ہیں سب کی طرف توجہ برابر ہے، لاطمع ہیں، فقیر نے جو کچھ ان کی ثنا میں ضیاء القلوب میں تحریر کیا ہے وہ حق ہے اور اب فقیر کا حسن ظن اور محبت بہ نسبت پہلے کے اُن کے ساتھ بہت زیادہ ہے، فقیر اُن کو اپنے واسطے ذریعہ نجات کا سمجھتا ہے۔ میں صاف کہتا ہوں کہ جو شخص مولوی صاحب کو بُرا کہتا ہے وہ میرا دل دکھاتا ہے، میرے دو بازو ہیں، ایک مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم دوسرے مولوی رشید احمد صاحب، ایک جو باقی ہے اس کو بھی نظر لگاتے ہیں، میرا اور مولوی صاحب کا عقیدہ ایک ہے میں بھی بدعات

کو برا کہتا ہوں جو مولوی صاحب کا امور دینیہ میں مخالف ہے وہ میرا مخالف ہے اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ والہ سلم کا مخالف ہے اور بعض جُہلا جو کہدیتے ہیں کہ شریعت اور ہے اور طریقت اور ہے، محض ان کی کم فہمی ہے طریقت بے شریعت خدا کے گھر مقبول نہیں، صفائی قلب کفار کو بھی حاصل ہوجاتی ہے، قلب کا حال مثل آینہ کے ہے آینہ زنگ آلود ہے تو پیشاب سے بھی صاف ہوجاتا ہے اور گلاب سے بھی صاف ہوجاتا ہے لیکن فرق نجاست اور طہارت کا ہے، ولی اللہ کو پہچاننے کے واسطے اتباع سنت کسوٹی ہے، جو متبع سنت ہے وہ اللہ کا دوست ہے اور اگر مبتدع ہے تو محض بے ہودہ ہے، خرق عادات تو دجال سے بھی بہت ہوں گی، خدا فرماتا ہے : قل ان کنتم تحبون اللہ فا تبعونی۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ سلم کا پیرو نہ ہووے اور مروج بدعات ہووے وہ خدا کا دوست نہیں ہو سکتا، اس فقیر سے جو اہل علم محبت رکھتے ہیں یہ امر بباعث اتباع سنت کے ہے کسی کی مخالفت سے مولوی صاحب کا نقصان نہیں۔

آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں

مولوی صاحب وہ شخص ہیں کہ خواص کو چاہیے کہ اُن کی صحبت سے مستفید ہوں اور ان کی صحبت کو خیر کثیر سمجھیں اور میں چاہتا ہوں کہ مولوی صاحب کی نسبت مجھے کوئی کلمہ بے ادبی کا نہ سنائی دے اور نہ تحریر کرے مجھ کو ان امور سے سخت ایذا ہوتی ہے، عجب بات ہے کہ میرے لختِ جگر کو ایذا پہنچاویں اور اپنے آپ کو میرا دوست سمجھیں ہر گز نہیں، مولوی صاب پکے حنفی المذہب صوفی المشرب ہیں باخدا ولی کامل ہیں اُن کی زیارت کو غنیمت سمجھیں۔

مہر حاجی امداد اللہ صاحب

امداد اللہ فاروقی

مکہ معظمہ ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ

(منقول از الشہاب الثاقب مؤلفہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ ص ۱۲۹، مطبوعہ میرٹھ)

حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرّہٗ (م۱۳۱۹ھ۔ ۱۹۰۱ء)

حضرت خواجہ غلام فرید پنجاب میں سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے جلیل القدر مشائخ میں سے تھے فرمانروایان ریاست بہاولپور کے پیرومرشد تھے ان کے ملفوظات کا ایک مجموعہ "مقابیس المجالس" کے نام سے ہے۔ عرب کے سلاسل طریقت کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سلسلہ چشتیہ میں اس وقت صرف حضرت حاجی امداداللہ صاحب ہیں جو چشتی صابری ہیں، آگے فرماتے ہیں:

"حاجی امداداللہ صاحب کہ بزرگے ست کامل زندہ است بعد ازاں فرمودند کہ اکثر علماے جید از دیوبند ودہلی وسہارنپور وگنگوہ از مریدان حاجی صاحب ہستند ومولوی رشید احمد گنگوہی نیز مرید وخلیفہ اکبر مولوی موصوف است و دیگر خلفائے وے ہم بسیار اند چنانچہ مولوی محمد قاسم صاحب ومحمد یعقوب صاحب۔" (مقابیس المجالس جلد ۲ صفحہ ۴۳)

حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ (م۱۳۳۰ھ۔۱۹۱۹ء)

ابتداء میں قطب العارفین حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری قدس سرہ خلیفہ اعظم رئیس المجاہدین غازی اسلام حضرت اخوند عبدالغفور صاحب سوات نوراللہ مرقدہ (م ۱۲۹۵) سے مرید تھے ایک زمانہ ان کی خدمت میں رہنے کے بعد خلافت سے سرفراز ہوئے، حضرت پیرومرشد کے ارشاد پر رائپور میں، جو حضرت رائے پوری کا ننھیالی گاؤں تھا، آپ نے اقامت اختیار کی۔ قصبہ رائے پور سے باہر ذرا فاصلے پر چمن شرقی کے دوسرے کنارے خانقاہ کی بنا ڈالی جو بعد میں خانقاہ "گلزار رحیمی" کے نام سے موسوم ہوتی ہے ۲۱ ربیع الاول ۱۳۰۳ھ کو آپ کے شیخ عالی مقام نے وفات پائی، رحمہ اللہ تعالی۔ شیخ بزرگوار کی وفات کے بعد آپ کبھی کبھی کلیر شریف بھی جایا کرتے تھے اکثر تنہا سفر فرماتے کسی کو ساتھ نہ رکھتے بعض اوقات کچھ شب و روز وہاں قیام بھی فرماتے ایک مرتبہ وہاں حاضر ہوئے تو عجیب واقعہ پیش آیا جس نے آپ کی زندگی میں ایک خاص انقلاب پیدا کیا جسے مرشدنا ومولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری (م

۱۳۸۲ھ) قدس سرّہ بارہا اپنی مجالس میں بیان فرماتے رہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری ایک شب کوتاج اولیا حضرت خواجہ علاء الدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہ کے مزار مبارک کے قریب ہی مسجد سے ملحق صحن میں محوخواب تھے نصف شب کوآپ نے بارش محسوس کی آپ فورا اندر سایے میں چلے گئے پھر غور کیا تو معلوم ہوا کہ بارش نہ تھی دوبارہ آپ باہر آکر آرام فرما ہوئے کچھ وقفے بعد پھر یہی کیفیت ہوئی اب آپ کو یقین ہو گیا کہ بارش انوار ہے آپ اٹھے وضو کیا اور نوافل میں مشغول ہوگئے اچانک آپ نے آواز سنی، ”عبدالرحیم۔۔۔۔عبدالرحیم“ ، آپ نے خیال کیا کہ صحن میں ان متعدد سونے والوں میں کوئی ہوگا جسے کوئی بلارہاہے آخر آپ کے قلب کو کشش ہوئی سلام پھیر کر مزار مبارک کی طرف متوجہ ہوئے آواز آئی ”میں تمھیں ہی بلارہا ہوں“ ۔ پھر ارشاد ہوا ہمارے سلسلے کی نعمت اس وقت گنگوہ میں ہے مولانا رشید احمد صاحب کے پاس، آپ وہاں جاؤ۔

آپ کلیر شریف سے عجیب خیالات وجذبات کے ساتھ لوٹے یہ سفرحج کا زمانہ تھا آپ گنگوہ شریف حاضری سے پیشتر ہی سفرِ مبارک پر روانہ ہوگئے اس زمانے میں قطب الاقطاب شیخ العرب والعجم اعلیٰ حضرت حاجی صاحب مہاجر مکی قدس سرہ کے چشمہِ فیوض و برکات سے ایک عالم سیراب ہورہا تھا۔ آپ مکہ معظمہ میں ان کی خدمتِ مبارک میں باقاعدہ حاضرہوتے رہتے تھے۔ حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ کے والد بزرگوار بھی اعلیٰ حضرت حاجی صاحب کے مرید تھے ان کی بیعت کا واقعہ تذکرۃ الرشید اور امداد المشتاق میں موجود ہے۔

اعلیٰ حضرت حاجی صاحب کی شفقت حضرت رائے پوری کے حال پر بے پایاں رہی ایک روز آپ مجلس مبارک میں موجود تھے کہ حاجی صاحب نے ایک عام ارشاد فرمایا: ”میں آج مجلس کے بعد اپنا قرآن پاک جو میرے زیر تلاوت رہتا ہے اس شخص کو دوں گا جو قرآن پاک سے کمال شفقت کے باعث مجھ سے آگے نکل گیا۔“ اس نعمت کا اشتیاق بہت سے حاضرین کوہوامگر یہ

نعمت جس ذات کے مقدر میں تھی اسی کو ملی۔ اعلیٰ حضرت حاجی صاحب نے اختتامِ مجلس کے بعد کلام پاک حضرت اقدس رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ کو عنایت فرمایا، جس پر بڑے بڑوں کو رشک ہوا۔

دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھ کر

اعلیٰ حضرت حاجی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ "مولانا آپ سے میرا رشتہ روحانی ہے ہندوستان واپسی کے وقت مجھے مل کر جائیے گا۔"

اگرچہ حضرت اقدس رائے پوری نے کلیر شریف کا واقعہ کسی سے بھی بیان نہیں فرمایا تھا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت حاجی صاحب پر وہ بتمام وکمال منکشف ہو گیا۔

حضرت اقدس رائے پوری جب آخری ملاقات کے لیے حاضر ہوئے تو اعلیٰ حضرت حاجی صاحب نے ایک مکتوب گرامی قطب الارشاد حضرت گنگوہیؒ کے نام دیا جس میں مافی الضمیر تحریر فرما دیا تھا حضرت اقدس رائے پوری واپس آکر گنگوہ شریف پہنچے۔ حضرت والا کی خدمت میں اعلیٰ حضرت حاجی صاحب کا مکتوب مبارک پیش کیا تین شب و روز آپ وہاں خانقاہِ رشیدی میں قیام پذیر رہے رخصت کے وقت حضرت اقدس گنگوہی نے آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور چاروں سلاسل طیبہ کی اجازت کے ساتھ اپنی دستار خلافت مرحمت فرمائی۔

حضرت خواجہ سراج الدین صاحب قدس سرّہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف

(م۱۳۳۳ھ)

خلیفہ ارشد حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمتہ اللہ علیہ، آپ حدیث میں حضرت مولانا حسین علی صاحب (واں بھچراں)(تلمیذ حضرت قطب الارشاد گنگوہی) کے شاگرد تھے آپ کے صاحبزادوں نے بھی دیوبندی اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔

حضرت قاضی سلطان محمود اعوان شریف ضلع گجرات (م ۱۳۳۷ھ)

قطب سوات حضرت اخوند عبدالغفور مدفون سیدو شریف(م ۱۲۹۵ھ)کے خلفائے کبار میں سے تھے، سلسلہ عالیہ قادریہ کے نامور شیخ تھے۔ حضرت صاحبزادہ محبوبِ عالم صاحب مدظلہ حضرت قاضی (سلطان محمود)صاحب کے حقیقی بھتیجے ہیں حضرت صاحب نے آپ کو خود بھی پڑھایا اور آپ کی تعلیم کے لیے بہترین اساتذہ بھی رکھے، مثلاً مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل دیوبندی۔

(ص ۳۰۷،مقامات محمود، مؤلفہ معشوق یار جنگ مطبوعہ استقلال پریس لاہور ۱۳۸۴ھ-۱۹۶۴ھ)

مقاماتِ محمود کے ص ۳۱۷ پر مولوی صاحب کا تعارف ان الفاظ میں ہے:

''مولوی عبدالرحمن صاحب رحمتہ اللہ علیہ ساکن پنڈی سرہالی ضلع کیمبلپور (اٹک) حضرت قاضی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے اجازت یافتہ خلیفہ تھے، آپ دیوبند کے فارغ التحصیل بہت بلند پایہ عالم اور شیخ الحدیث مولانا حسین احمد مدنیؒ کے ہم درس تھے، ۱۳۷۲ھ-۱۹۵۳ءمیں اسی برس سے زیادہ عمر میں وفات پائی۔''

حضرت شاہ ابوالخیر مجدّدی دہلوی رحمہم اللہ (م ۱۳۴۱ھ - ۱۹۲۳ء)

حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی قدس سرّہ کی اولاد میں ہیں اکابر علما دیوبند کے معاصر اور ہندوستان کے نامور مشائخ میں سے تھے آپ اور بزرگان دیوبند کے درمیان نہایت خوشگوار روابط تھے۔

حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمتہ اللہ علیہ آپ کے اساتذہ میں سے تھے آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا ابوالحسن زید مدظلّہ کی خدمت میں راقم سطور دہلی میں دوبار حاضر ہوا ہے دوسری مرتبہ حاضری پر اپنی تالیف "مقامات خیر" عطا فرمائی جو حضرت شاہ ابوالخیر کے حالات میں لکھی ہے ان دنوں آپ ہی دہلی کی شاہی عید گاہ کے امام ہیں۔۔۔

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور حجتہ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ سے حسن عقیدت رکھتے ہیں، حدیث میں حضرت مولانا عبدالعلی (تلمیذ) حضرت نانوتوی اور حضرت مولانا محمد شفیع (داماد حضرت شیخ الہند) کے شاگرد ہیں اپنی تالیف "مقامات خیر" میں تحریر فرماتے ہیں:

" آپ (حضرت شاہ ابُوالخیر مجددی) نے ۱۳۳۹ھ میں ہم تینوں بھائیوں کو مدرسہ مولوی عبدالرّب دہلی میں داخل کیا، ۱۳۴۴ھ میں یہ عاجز کامل طور پر دوسال کے لیے مدرسہ سے وابستہ ہو گیا اس مدرسہ میں جناب مولانا عبدالوھاب، جناب مولانا حکیم جی محمد مظہر اللہ، جناب مولانا محبوب الہی صاحبان سے علوم متفرقہ کی کتابیں پڑھیں اور حدیث شریف کا دور حضرت مولانا عبدالعلی و حضرت مولانا محمد شفیع کے حلقہ میں کیا، صحیح مسلم اور سنن ابن ماجہ حرفاً حرفاً زاول تاآخر مولانا عبدالعلی سے اور جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد ونسائی مولانا محمد شفیع سے پڑھیں۔" (طبع اوّل ص ۳۹۷ مطبوعہ دہلی ۱۳۹۲ھ)

حضرت مولانا عبدالعلی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر آپ نے "مقامات خیر" میں حضرت شاہ ابوالخیر صاحب کے مخلصین میں کیا ہے لکھتے ہیں:

"یہ عاجزاب چند دیگر حضرات کا ذکر کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ اللہ تعالی کے نیک بندوں کے دل آپ (حضرت شاہ ابوالخیر صاحب) کی طرف کس طرح مائل تھے اور وہ آپ کا احترام کس طرح کرتے تھے۔" (ص ۴۶۱)

اس کے بعد سب سے پہلے حضرت مولانا عبد العلیؒ کا ذکر مبارک کیا ہے اس عنوان کے ساتھ

"حضرت استاذی مولانا عبد العلی رحمتہ اللہ علیہ"

" اس عاجز نے آپ سے پڑھا ہے آپ عاشق صادق بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور دلدادۂ کمالِ حضرت محمد قاسم نانوتوی تھے، جمعہ کے دن مدرسہ عبد الرب میں صدہا افراد کے سامنے آپ (حضرت شاہ ابو الخیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ) کے انگرکھے کے دامن کو اپنی آنکھوں سے لگاتے تھے اور فرماتے تھے مجھ کو اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی خوشبو آتی ہے ۔اور آپ نے ایک مرتبہ ایک خواب لکھ کر حضرت سیدی الوالد کو ارسال کیا، خواب یہ ہے:

"مدرسہ میں آپ ٹہل رہے ہیں اور ٹہلتے ٹہلتے اچانک پیغمبرِ خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی صورت میں تبدیل ہو گئے"

یہ عبارت آپ ہی کی ہے، آپ نے ۱۹ شعبان ۱۳۴۶ھ میں اس عاجز کو سند عنایت فرمائی دو دن پہلے جب کاتب سے اس عاجز کا نام لکھوا رہے تھے، تو یہ الفاظ لکھوائے:

" امّا بعد فان اخانا فی الدین المولوی ابا الحسن زید بن العالم الربانی الجامع بین الشریعت و الطریقت مولانا عبداللہ شاہ ابی الخیر نور اللہ مرقدہ۔۔۔الخ"

آپ نے جس وقت حضرت سیدی الوالد کا اسم گرامی لیا زار و قطار رونے لگے۔ اس عاجز نے آپ کی یہ کیفیت دو حضرات کے ساتھ ہمیشہ دیکھی ایک سیدی الوالد اور دوسرے مولانا نانوتوی قدس اللہ اسرارہم ، حضرت سیدی الوالد کے پاس اگر کبھی کوئی عمدہ میوہ یا شیرینی آتی تھی یا حضرت برادر کلاں ہرن شکار کر کے لاتے تھے تو حضرت مولانا کو بھی ارسال فرماتے تھے۔

(ص ۴۲۶)

''حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہ جمعہ کی نماز مدرسہ عبدالرب میں پڑھا کرتے تھے اور نماز کے بعد حضرت مولانا عبدالعلی سے کافی دیر تک صحبت رہتی تھی۔'' (ص ۴۷۸)

جس دن عاجز (مولانا ابوالحسن زید) نے صحیح امام بخاری ختم کی حضرت مولانا عبدالعلی کے شانے پر رومال پڑاہوا تھا، آپ نے دائیں ہاتھ سے رومال کے کونہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا صاحبزادہ یہ گرہ کھولو عاجز نے گرہ کھولی تو ایک اشرفی برآمد ہوئی آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا :صاحبزادہ یہ قبول کر لو، اس وقت آپ کو حضرت سیدی الوالد قدس سرہ یاد آگئے اور ان کے واسطے دعا فرمائی، آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے آپ نے بخاری ، مسلم اور ابن ماجہ پڑھانے کے بعد عاجز سے فرمایا :صاحبزادہ کچھ اور شروع کر لو، پھر فرمایا قصیدہ بردہ پڑھو، چنانچہ بیس پچیس دن اس مبارک قصیدہ کا سبق ہوا آپ کے عشق نبوی کا کچھ اندازہ اس وقت ہوا۔ یہ عاجز قصیدہ کا مبارک شعر پڑھتا تھا اور آپ کی آنکھوں سے سیل اشک رواں ہوجاتا تھا آپ اتنا روتے تھے کہ تکلم نہیں فرما سکتے تھے آپ کی لحیہ مبارکہ سے آنسو کے قطرے ٹپکتے تھے۔ آپ کو اپنے استاد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور حضرت سیدی الولد قدس اللہ اسرار ہما سے بھی کامل قلبی تعلق تھا، جب بھی ان دو حضرت کا ذکر فرماتے تھے آبدیدہ ہوجایا کرتے تھے۔'' (مقاماتِ خیر ص ۱۴۷)

آپ (حضرت مولانا عبدالعلی) نے فرمایا کہ: میں نے حضرت مولانا محمد قاسمؒ کے زمانے میں یہ خواب دیکھا کہ سردار دوعالم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم اونٹ پر سوار ہیں اور اونٹ کی نکیل مولانا کے مونڈھے پر پڑی ہوئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و الہ وسلم اسی کیفیت میں ہیں جس کا بیان محدثین نے کیا ہے البتہ آپ کی لحیہ مبارک حلق شدہ ہے اور میں آپ کی اونٹی کے پیچھے چل رہا ہوں۔ اس خواب کو میں نے حضرت مولانا سے بیان کیا، آپ نے فرمایا : تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی زیارت مبارکہ کی ہے آپ کا اظہار حلقِ لحیہ کی صورت میں یہ ظاہر کر رہا ہے کہ اب آپ کی یہ مبارک سنت ترک کر دی جائیگی مولانا کی

وفات ۱۲۹۷ھ میں ہوئی ہے ان دنوں داڑھی منڈانے کا روزافزوں رواج مولانا کے خواب کی صحیح تعبیر بن کر سامنے آرہا ہے۔ (ص ۱۴۷)

حضرت مولانا عبد العلی رحمتہ اللہ علیہ کی شفقت اور مہربانی کا بیان یہ عاجز کیا کرے، پروردگار جل شانہ ان حضرات کی قبور کو انوار سے معمور فرمائے اوران کے درجات بلند کرے مدرسہ عبدالرب کے پانچ اساتذہ کرام اس عاجز کے مربی و معلم تھے ان میں سے جناب مولانا مولوی عبدالوھاب صاحب تقسیم ہند کے بعد پاکستان تشریف لے جانے سے پہلے عاجز کے پاس تشریف لائے وہی آخری ملاقات تھی پھر ان کی کوئی خبر نہ ملی کہ کہاں قیام فرمایا، رحمتہ اللہ علیہ و رضی عنہ، باقی چار حضرات کی وفات کی تاریخیں درج ذیل ہیں:

۱)مولانا عبدالعلی میرٹھی کی وفات یکشنبہ ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۸ء دلیؔ میں مدرسہ عبدالوہاب میں ہوئی اور حضرات محدثین پاک نہاد کے جوار میں مہندیوں کے قبرستان میں "نم کنومة العروس" استراحت فرمارہے ہیں۔

۲)جناب مولانا محمد شفیع داماد حضرت مولانا محمود الحسن کی وفات ۹۲ سال کی عمر میں دو شنبہ ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۰ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۶۰ء کو دیوبند میں ہوئی اور وہاں استراحت فرمارہے ہیں۔

۳)جناب مولانا حکیم جی محمد مظہر اللہ کی وفات شنبہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ء دلیؔ میں ہوئی اور کوٹلہ فیروز شاہ کے پاس قبرستان میں آرام فرمارہے ہیں۔

۴)جناب مولانا محبوب الٰہی فرزند علامہ عبدالمومن کی وفات جمعہ ۲۰ جمادی الآخرہ ۱۳۹۱ء مطابق ۱۳ اگست ۱۹۷۱ء دیوبند میں ہوئی اور وہاں استراحت فرما رہے ہیں، اللھم ھو لاء اساتذتی قد احسنوا الی فا حسن الیھم و الیٰ کل من احسن الی و ھدانی و علمنی و ربانی۔اللھم اجز ھم عنی خیر الجزاء و ارض عنھم وار حمھم یا ارحم الراحمین (مقاماتِ خیر ص۴۳۷)

حضرت مولانا ابوالحسن زید مدظلہ نے بعض علماء دیوبند کی حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہ سے ملاقاتوں کا تذکرہ بھی مقاماتِ خیر میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

''ایک دن جناب مولانا محمود الحسن صاحب دیو بندی آپ سے ملنے تشریف لائے، آپ ان سے نہایت محبت سے ملے، گھنٹہ سوا گھنٹہ دونوں حضرات کی نہایت پُر لطف ملاقات رہی ------ مولوی صاحب آپ سے مل کر بہت خوش ہوئے اور آپ نے ان کو بہ محبت و احترام مرخص کیا''۔ (مقاماتِ خیر ص ۲۴۰)

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اور حضرت مولانا حافظ احمد (فرزند حضرت نانوتوی قدس سرہ) کی آمد سے حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہ مطلع ہوئے، آپ نے خوش ہو کر فرمایا، ہاں ان کو بلاؤ، ہم ان سے ملیں گے چنانچہ دونوں صاحبان تشریف لائے، آپ نے مخلصین سے فرمایا: ہم کو سہارا دو، چنانچہ سہارا لے کر آپ کھڑے ہوئے اور دونوں سے بہ محبت ملے، حافظ صاحب کی وجہ سے ان کے پدرِ بزرگوار کا ذکر آیا، آپ نے فرمایا: ''مولوی قاسم صاحب اور مولوی رشید احمد صاحب نے خانقاہ شریف میں حضرت شاہ عبدالغنی رحمتہ اللہ علیہ سے حدیث پڑھی ہے، یہ دونوں صاحبان اپنے استاد کا اور ان کی جائے قیام کا اتنا ادب کرتے تھے کہ خانقاہ شریف کے باہر جوتی اتار دیا کرتے تھے اور خانقاہ شریف میں برہنہ پا داخل ہوتے تھے، پھر آپ نے فرمایا، مکہ مکرمہ میں ہمارے حضرت والد ماجد علیل تھے، مولوی قاسم صاحب ملنے آئے، حضرت والد بوجہ علالت و ناتوانی لیٹے ہوئے تھے، مولوی صاحب کو دیکھ کر آپ نے بیٹھنا چاہا، لیکن مولوی صاحب نے بہت اصرار سے روکا اور پھر بڑی محبت سے آپ کو دبانے لگے اور آخر میں آپ سے کہا: ''حضرت ہندوستان میں دو دجال پیدا ہو گئے ہیں، آپ دعا فرمئیں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔'' اس واقعہ کو بیان کر کے حضرت سیدی الوالد قدس سرہ نے مولانا قاسم صاحب کی خدمتِ اسلام کا ذکر کیا۔ (ص ۲۴۱)

''جناب مفتی عزیزالرحمن میرٹھ میں تفسیر مظہری کی تصحیح فرماتے تھے، مولوی حافظ کفایت اللہ آپ کو تفسیر سنایا کرتے تھے، حافظ صاحب جناب مولانا محمودالحسن کے شاگرد اور مفتی صاحب کے مرید تھے، مفتی صاحب شاہ رفیع الدین دیوبندی کے اور وہ شاہ عبدالغنی مجدّدی کے خلیفہ تھے، ایک دن حافظ صاحب کے ساتھ جناب مفتی صاحب نسبتِ شریفہ مجددیہ لے کر حضرت سیدی الوالد سے ملنے تشریف لائے، حافظ صاحب کا بیان ہے کہ حضرت سیدی الوالد کھڑے ہو کر مفتی صاحب سے ملے اور دونوں حضرات کی آنکھوں سے محبت کے آنسو جاری ہوئے، قدس اللہ اسرار جمیعھم، حافظ کفایت اللہ نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کے علاوہ ایک دن جناب مفتی صاحب اور جناب مولانا محمودالحسن صاحب آپ سے ملنے گئے، میں بھی ساتھ تھا، آپ ان دونوں صاحبان سے مل کر بہت خوش ہوئے اور یہ دونوں صاحبان بھی آپ کی محبت لے کر رخصت ہوئے، حضرت مفتی صاحب تیرہ سو اکتیس یا بتیس میں دلی آکر بھی آپ سے ملے تھے، رحمھم اللہ (ص ۲۵۶)

''مولانا رشید احمد گنگوہی کے فرزند مولانا حکیم محمد مسعود مع چند رفقا کے آپ سے ملنے آئے، آپ بڑی محبت سے ملے، سب کی خاطر شیر چائے سے کی، آپ کی محبت بھری باتیں سن کر حکیم جی اور ان کے رفقاء متاثر ہوئے، سب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، آخر میں آپ نے فرمایا: مولوی صاحب ہمارے دوست تھے اور ہم ان کے دوست تھے، رحمھم اللہ'' (مقامات خیر ص ۴۹۷)

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمھم اللہ (المتوفی ۱۳۴۷ھ - ۱۹۲۸ء)

آپ خانقاہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مکان شریفِ ضلع گوجرانوالہ سے فیض یاب تھے، پنجاب میں اولیائے سلف کا نمونہ تھے، علماء دیوبند سے محبت فرماتے تھے، خزینہِ معرفت میں ہے:

''مولانا انور علی شاہ (مولانا محمد انور شاہ کشمیری) صدر مدرسہ دیوبند ہمراہ مولوی احمد علی صاحب مہاجر لاہوری شرقپور شریف حاضر ہوئے اور حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو بڑی ارادت سے ملے آپ ان سے کچھ باتیں کرتے رہے اور شاہ صاحب خاموش رہے، پھر آپ نے مولانا انور شاہ صاحب کو بڑی عزت سے رخصت کیا، موٹر کے اڈے تک حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ خود سوار کرانے کے لیے ساتھ تشریف لائے، شاہ صاحب نے میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے کہا ''آپ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں'' آپ نے ایسا ہی کیا اور رخصت کر کے واپس مکان پر تشریف لائے۔ بعد ازاں آپ نے بندہ سے فرمایا شاہ صاحب بڑے عالم ہو کر میرے جیسے خاکسار سے فرما رہے تھے کہ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں اور میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ '' دیوبند میں چار نوری وجود ہیں، ان میں ایک شاہ صاحب بھی ہیں''۔

(''خزینۂ معرفت ، حالات وکمالات حضرت میانصاحب شرقپوری'' مؤلفہ حضرت صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری ص ۳۸۴ بار اول ۱۳۵۰ھ مطبوعہ فیروز پرنٹنگ پریس لاہور)

اب حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور چند دیگر اکابر دیوبند کے متعلق پڑھئیے، حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: ''دیوبند میں چار نوری وجود ہیں، ان میں سے ایک مولانا انور شاہ صاحب ہیں''۔

حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا یہ ارشاد کتاب ''خزینۂ معرفت'' میں آج بھی دیکھا جا سکتا ہے جو حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری مرحوم کی تصنیف ہے، لیکن معلوم ہوا ہے کہ اب جو اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا گیا ہے اس میں حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا یہ ارشاد حذف کر دیا گیا ہے، اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ ناشر کتاب نے آخر اپنے پیرِ روشن ضمیر کی ایک ''سنگین غلطی'' کا ازالہ کر ہی ڈالا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (منقول از ''اسوۂ اکابر'' مؤلفہ مولانا بہاؤالحق قاسمی)

رسالہ ''اسوۂ اکابر'' مولانا بہاؤالحق قاسمی مدظلہ نے ۱۳۸۲ھ میں تحریر فرمایا تھا مقصد یہ تھا مختلف فرقوں کی باہمی آویزش کو کسی طرح کم کیا جائے ۵۰۰۰ کی تعداد میں طبع کرا کے حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری اور پیرزادہ محمد عطاء الحق قاسمی کے ذریعے مفت تقسیم کرایا۔

مولانا بہاؤالحق صاحب قاسمی کے ''رسالہ اسوۂ اکابر'' میں یہی واقعہ ذرا تفصیل سے ملتا ہے ملاحظہ ہو:

''مولانا عبدالحنان صاحب ہزاروی خطیب صدر راولپنڈی نے مجھ (قاسمی) سے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمتہ اللہ علیہ دیوبند سے کشمیر جاتے ہوئے رونق افروز لاہور ہوئے (مولانا عبدالحنان صاحب اس سفر میں حضرت شاہ صاحب کے ہمراہ تھے) تو حضرت میاں صاحب شرقپوری کے متوسلین میں سے ایک صاحب نے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے شوق ملاقات کا تذکرہ کیا تو شاہ صاحب نے سفر کشمیر سے واپسی پر شرقپور تشریف لے جانے کا وعدہ فرمایا اور جب آپ کشمیر سے واپس ہو کر لاہور تشریف لائے تو انہی صاحب نے وعدہ کی یاددہانی کرائی چنانچہ آپ شرقپور تشریف لے گئے اس سفر میں مولانا عبدالحنان صاحب کو حضرت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ہمراہی کا شرف حاصل رہا حضرت میاں صاحب نے حضرت شاہ صاحب کے ساتھ انتہائی اکرام واحترام کا معاملہ فرمایا بلکہ حضرت شاہ صاحب کو چند روپے اور چند کپڑے بھی بطور ہدیہ پیش کیے اور رخصت کے وقت سواری پر سوار کرانے کے لیے باہر تک ساتھ تشریف لائے۔''

مولانا مولوی عبدالحنان صاحب موصوف نے میرے مضمون کی تائید کرتے ہوئے اس واقعہ کی مزید تفصیل بایں الفاظ فرمائی ہے: ''حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمتہ اللہ علیہ کی ہمرکابی میں حاضری ہوئی تو اس وقت میاںصاحب مکان کی بالائی منزل پر تشریف فرما تھے۔ حضرت کے خدام نے حضرت شاہ صاحب سے عرض کیا کہ حضرت میاں صاحب کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اوپر سے تشریف لاتے ہیں

تو بیٹھے ہوئے مہمان ان کے استقبال واکرام کے لیے کھڑے نہیں ہوتے۔آپ خود ان کے پاس آکر بیٹھ جاتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا ویسا ہی کریں گے، جیسا میاں صاحب کا طریقہ ہے چنانچہ حضرت میا ں صاحب اطلاع ہونے پر تشریف لائے اور حضرت شاہ صاحب کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے حضرت شاہ صاحب سے مصافحہ کیا پھر چار پانچ منٹ تک خاموش رہے پھر فرمایا۔ ''میں خداوند کریم کا شکر کس زبان سے ادا کروں جس نے ایک مدت کی تمنا کو آج پورا کر دیا۔''

اس کے بعد حضرت میاں صاحب نے شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دیو بندی رحمتہ اللہ علیہ اور دیگر اکابر علما دیوبند کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا'' ان حضرات کو اب کہاں ڈھونڈیں ''۔آپ نے حضرت شیخ الہند کے ایک خط کا بھی ذکر کیا اور فرمایا ''میرے پاس موجود و محفوظ ہے۔''

حضرت میاں صاحب نے دو کپڑے کرتہ، تہبند، شاید پگڑی بھی لیکن پورا یاد نہیں اور پانچ روپے کرتے کی جیب میں ڈال کر حضرت شاہ صاحب کو ہدیتہ پیش کیے اور ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر حضرت شاہ صاحب کو رخصت کرنے کے لیے بنفس نفیس موٹروں کے اڈہ تک تشریف لائے۔'' (دارالعلوم ماہ جون ۱۹۶۲ ص ۲۷)

یہ تو عملی برتاؤ تھا جو حضرت میاں صاحب نے حضرت شاہ صاحب کے ساتھ فرمایا۔ حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے حضرت سید محمد اسمعیل شاہ صاحب کرموں والے حضرت صوفی محمد ابراہیم صاحب مؤلف خزینہ معرفت اور حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب (بیربل شریف) نے خاص طور پر میاں صاحب کی روش کو قائم رکھا۔

مؤلف ''اسوۂ اکابر'' کا بیان ہے:

''مولانا عبدالحنان ہزاروی موصوف (تلمیذ رشید حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری) نے بتایا کہ میں جب تک آسٹریلیا مسجد لاہور میں مقیم رہا، حضرت میاں صاحب شرقپوری کے خلیفہ سید محمد اسماعیل صاحب کرموں والے لاہور آنے پر میرے ہاں اکثر قیام فرماتے۔'' (ص ۳۲)

حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب رحمتہ اللہ علیہ تو حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب اور شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمہما اللہ کے شاگرد تھے اپنی تالیف ''انقلاب الحقیقت'' میں خود تحریر فرماتے ہیں:

'' کالج کی ملازمت میں ہی مجھے ٹرینینگ کالج میں عربی زبان کی تعلیم کے لیے جانا پڑا خوش قسمتی سے کالج کے پروفیسر قاضی ضیاء الدین صاحب ایم اے مرحوم جو نہایت شریف النفس اور صوفی آدمی تھے حضرت میروی علیہ الرحمتہ و حضرت خواجہ احمد صاحب خلیفہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ اور خاندان للہیؒ علیہ الرحمتہ و حضرت خواجہ غلام نبی للہی رحمتہ اللہ علیہ سے باطنی تعلقات رکھتے تھے اور دینیات کی سند دیوبند کی رکھتے تھے گویا وہ ظاہری عالموں اور باطنی صوفیوں کی درمیانی کڑی تھے ان کے ایماء سے ترجمتہ القرآن الحمید کے لیے مولانا حاجی احمد علی صاحب (شیرانوالہ دروازہ لاہور) کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا اور چھ ماہ کے عرصہ میں مجھے اتنی مہارت ہو گئی کہ بلا تردّد مطالب قرآنی ذہن میں آنے لگے۔ للہ الحمد حمداکثیرا (ص ۳)

نیز فرماتے ہیں:

''مجھے اپنے زمانے کے بڑے بڑے علماء کرام کی شاگردی اور تلمذ کا فخر حاصل ہے اور بہت سے بزرگان علم سے نیاز خاص رکھتا ہوں میرے اساتذہ میں سے مولانا عبداللہ ٹونکی مرحوم اور مولانا حافظ نذیراحمد مرحوم جیسے منطقی اور ادیب اور فخر العلماء جناب مولانا کفایت اللہ جیسے محدث بھی ہیں۔''

آپ کے خلیفہ جناب حاجی فضل احمد صاحب مدیر ''سلسبیل'' لاہور اپنے پیرو مرشد کی روش پر قائم ہیں۔

حضرت مولانا تاج محمود امروٹی قدس سرہ (م ۱۳۴۸ھ)

آپ حضرت خواجہ محمد صدیق بھرچونڈی سٹریف کے خلفائے عظام میں سے تھے۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کی تحریک آزادی کے سر گرم مجاہد تھے، حضرت مولانا عبید اللہ سندھی کے پیر بھائی تھے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس سرہ آپ ہی کے خلیفہ اعظم تھے۔
آپ کے صاحبزادے سید محمد شاہ صاحب آج کل جمعیتہ علماء اسلام سندھ کے امیر ہیں۔

مولانا مفتی پیر غلام رسول صاحب قاسمی (م ۱۹۰۲ء)

''اسوۂ اکابر'' میں ہے:

''حضرت مولانا مفتی پیر غلام رسول صاحب قاسمی امرتسری رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۰۲ء) سابق پنجاب کے جلیل القدر فاضل اجل اور شیخ طریقت تھے، آپ کو تمام علوم کی سند فراغ حضرت علامہ عبد الحی لکھنوی فرنگی محلی قدس سرہ سے حاصل تھی اور طریقت میں آپ عارف باللہ حضرت خواجہ مُلا دین محمد صاحب تیراہی نقشبندی مجددی (چورہ شریف ضلع کیمل پور) رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے، ایک دفعہ امرتسر میں ایک واعظ کی انگیخت پر حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کے خلاف عوام میں سب و شتم کا طوفان

اُٹھا تو حضرت مفتی صاحب قاسمی نے جلسہ عام میں عوام کو سرزنش کی اور مولانا گنگوہی کی توہین وتکفیر سے عوام کو روکا۔ (ص ۱۴)

حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب دینپوری قدس سرہٗ (م ۱۳۵۴ھ)

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی کے مربیوں میں سے تھے۔ آپ حضرت شیخ الہند قدس سرہ کی تحریک آزادی کے ممتاز مجاہدین میں سے تھے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالہادی صاحب کو اجازت وخلافت شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری سے ہے۔

مولانا دیدار علی شاہ صاحب مرحوم الوری (م ۱۳۵۴ھ)

مسجد وزیر خان لاہور کے خطیب ومفتی مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری اور مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری لاہوری کے والد تھے۔ مولانا دیدار علی شاہ صاحب کے ایک رسالہ "تحقیق المسائل" کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"اور مولانا واستاذنا رئیس المحدثین استاد مولانا محمد قاسم صاحب مغفور و حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم ومغفور محدث سہارنپوری کے فتویٰ اجوبہ سوالاتِ خمسہ کی نقل زمان طالب علمی میں کی ہوئی احقر کے پاس موجود ہے۔"

(رسالہ "تحقیق المسائل" ص ۱۳ سطور ۳، ۴، ۵ مطبوعہ لاہور پرنٹنگ پریس لاہور طبع ثانی ۱۳۴۵ھ)

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی (م ۱۳۵۶)

پنجاب میں سلسلہ چشتیہ کے مہر منیر تھے، قطب زمانہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہ کے خلیفہ اکمل تھے ''اسوۂ اکابر'' کے مؤلف کا بیان ہے:

''حضرت مولانا محمد سعید صاحب کوہ مری والے فرماتے ہیں کہ میں حضرت پیر صاحب گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا ایک شخص آیا اور اس نے دریافت کیا: ''آپ مولوی قاسم صاحب کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں'' حضرت پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا: ''تم حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق پوچھتے ہو؟'' سائل نے عرض کیا، جی ہاں انہی کے متعلق، حضرت پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

''وہ حضرت حق کی صفت علم کے مظہر اتم تھے''

(اسوۂ اکابر مؤلفہ مولانا محمد بہاء الحق قاسمی خطیب ماڈل ٹاؤن لاہور مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۳۸۲ھ- ۱۹۶۲ء)

حضرت پیر صاحب گولڑوی نے ایک فتویٰ متعلقہ ''فرار از طاعون'' کی تصدیق وتائید میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا ایک فتویٰ اپنی کتاب ''فتوحات صمدیہ'' (مطبوعہ ملتان بار سوم ص ۶۱) میں درج کیا اور اس پر جلی قلم سے یہ عنوان تحریر فرمایا:

''نقل فتویٰ جناب مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی عمَ فیضہ''

حضرت گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد جب یہ فتویٰ خدام خانقاہ گولڑہ شریف کی طرف سے شائع کیا گیا تو حضرت کا نام یوں درج کیا:

''حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ''۔ (اسوۂ اکابر ص ۲۶)

حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب ثانی علی پوری (۱۳۵۸ھ - م۱۹۳۹ء)

حضرت مولانا سید محمدؒ اسلم صاحب خطیب مسجد قادری لائل پور نے خود راقم سطور سے بیان فرمایا کہ میں نے علی پور شریف میں اپنے استاد محترم حضرت صاحبزادہ محمد حسین شاہ صاحب(خلف الرشید حضرت پیر حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری(م ---) سے دورۂ حدیث سے پہلے کی کتابیں پڑھی تھیں ایک روز میرے والد صاحب حضرت مولانا عبدالغنی شاہ صاحب (م ۱۹۴۰) خلیفہ اعظم زبدۃالعارفین حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب ثانی علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا میرا خیال ہے تم اپنی تعلیم مکمل کرلو دورۂ حدیث شریف کے لیے دو جگہیں ہیں، دارالعلوم دیو بند اور منظر اسلام بریلی جہاں تمہارا جی چاہے وہاں چلے جاؤ اور تکمیل کر لو میں نے عرض کیا کہ میں اپنے استاد حضرت صاحبزادہ محمدؒ حسین شاہ صاحب کے مشورے سے کوئی فیصلہ کروں گا، چنانچہ میں علی پور گیا حضرت استاد کی خدمت میں والد بزرگوار کا منشاء مبارک ظاہر کیا حضرت صاحبزادہ صاحب نے دارالعلوم دیو بند کا مشورہ دیا واپس آکر میں نے حضرت والد صاحب سے حضرت الاستاذ کا فیصلہ عرض کر دیا، چنانچہ دیو بند کے لیے تیاری شروع ہو گئی، اس زمانے میں مرشدی و مولائی حضرت اقدس ثانی صاحب علی پوری ابھی حیات تھے اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر دُعا کی درخواست کی۔ انہوں نے دارالعلوم دیو بند جانے پر بشاشت ظاہر فرمائی اور دعوات صالحہ سے مجھے رخصت کیا چنانچہ میں نے دارالعلوم دیو بند میں ڈیڑھ دو سال رہ کر دورۂ حدیث شریف کی سعادت حاصل کی۔

مولانا سید محمد اسلم فرماتے ہیں کہ میرے پیرومرشد حضرت ثانی صاحب علی پوری بزرگان دیو بند کو کلمات خیر سے یاد کرتے تھے اور حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمتہ اللہ علیہ کی تووہ بہت تعریف فرماتے تھے۔ مولانا اسلم حضرت شاہ صاحب کشمیری کے تلامذہ میں سے ہیں اس وقت اسیّ سال کی عمر میں ہیں، آپ کے والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ علما دیو بند حضرت مجدّدالف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مسلک اور تعلیمات پر عامل ہیں، عارف کامل حضرت سید

جماعت علی شاہ صاحب ثانی علی پوری قدس سرہ قطب ربانی بابافقیر محمد چوراہی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے آپ کی روش صوفیہ سلف کا نمونہ تھی حضرت مولانا حافظ محمد شفیع صاحب سنکھرّدی رحمتہ اللہ علیہ بھی آپ کے خلفامیں سے تھے جو بزرگان دیو بند سے نہایت درجہ عقیدت رکھتے تھے۔

حضرت مولانا معین الدّین اجمیری رحمہم اللہ (م۱۳۵۹ھ)

تلمیذ رشید حضرت سید برکات احمد ٹونکی ''برصغیر پاک وہند'' کے نہایت بلند پایہ عالم، اکابر علماء دیوبند سے آپ کے گہرے روابط تھے عمر بھر جمعیتہ علماء ہند سے وابستہ رہے۔ علما دیو بند کے ساتھ مل کر تحریک آزادی میں حصہ لیتے رہے حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''تحریک خلافت میں مذہبی فتوے کے جرم میں دو سال کی قید و بند کو اس پامردی اور عالی ہمتی سے برداشت کیا کہ علی برادران نے قدم چوم لیے جس زمانہ ابتلا میں مولانا کفایت اللہ صاحب صدر جمعیتہ علماء اور مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیت العلماء، قید و نظر بندی کی تکلیفیں اُٹھا رہے تھے اس وقت تحریک کی رہنمائی کے لیے آپ ہر ہفتہ دہلی تشریف لے جاتے اور جامع مسجد میں نماز جمعہ کے بعد مسائل حاضرہ پر تقریر فرماتے۔ جمعیتہ العلماء کے اجلاس امروہہ کی صدارت فرمائی اور مستقل نائب صدر رہے صوبہ راجپوتانہ کی مجلس خلافت کو آپ کی صدارت کا ہمیشہ فخر حاصل رہا تحریک کشمیر کے زمانے میں مجلس احرار اسلام کے ڈکٹیٹر رہے''۔ (باغی ہندوستان ص ۲۰۶ بحوالہ ''معارف'' اپریل ۱۹۴۰)

''مولانا کا سیاسی مسلک تحریک خلافت سے لے کر آخر وقت تک ایک ہی رہا غیر ملکی حکومت کا خاتمہ اور استخلاصِ وطن کی جدوجہد میں تمام اقوام ہندوستان سے اشتراک عمل، مجلس

احرار اسلام، جمعیت علماء ہند، آل انڈیا خلافت کمیٹی، انڈین نیشنل کانگرس، ہر آزادی پسند جماعت کے رکنِ رکین تھے۔صوبائی ومرکزی صدر و ڈکٹیٹر رہے۔" (باغی ہندوستان ص ۲۱۴)

"مولانا مفتی کفایت اللہ، علامہ سید سلیمان ندوی، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی اور دوسرے اکابر علما مولانا سے بڑی عزّت واحترام کے ساتھ پیش آتے تھے اول الذکر دونوں حضرات کبھی کبھی فنی وعلمی مسائل کی تحقیقی گفتگو بھی کرتے۔" (باغی ہندستان ص ۲۲۵)

حضرت مولانا ابوالسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

(م ۱۳۶۰ھ-۱۹۴۱ء)

خلیفہ اعظم حضرت خواجہ سراج الدین صاحب قدس سرہ موسی زئی شریف، آپ کے زمانے میں حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ کندیاں تشریف لے گئے آپ بے حد اکرام و احترام سے پیش آئے، آپ کے خلیفہ وجانشین حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب قدس سرہ ہوئے جوفاضل دیوبند تھے سجادہ نشین حال حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ بھی علما دیوبند ہی سے تعلق رکھتے ہیں، اس نقشبندی خانقاہ کے سلسلہ رشدوہدایت سے لاکھوں افراد وابستہ ہیں۔

حضرت حاجی فضل واحد صاحب ترنگزئی قدس سرہ

بیک واسطہ غازیٔ اسلام حضرت اخوند عبدالغفور صاحب سوات قدس سرہ کے خلیفہ تھے حضرت شیخ الہند کی تحریک آزادی کے سرگرم مجاہد تھے انگریز کے خلاف برسرپیکار رہے۔

حضرت سید مظہر قیوم سجادہ نشین مکان شریف (م ۱۳۶۱ھ)

علماء دیو بند سے آپ کے گھرے روابط تھے، حضرت امیر شریعتہ سیدؒ عطا اللہ شاہ بخاری کے تو آپ شیدائی تھے شاہ صاحب بھی اکثر ان کے پاس مکان شریف تشریف لے جاتے تھے، وعظ وخطاب بھی فرماتے اجکل آپ کے صاحبزادے سید محفوظ حسین شاہ صاحب فاضل دیو بند سجادہ نشین ہیں، بھلیر ضلع شیخوپورہ میں سکونت پذیر ہیں۔

حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۶۷ھ۔ ۱۹۴۸ء)

خلیفہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہ، سابق شیخ الجامعہ عباسیہ بہاولپور

مؤلف ''چراغ سنت'' نے آپ کا حسب ذیل بیان نقل کیا ہے:

''مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کا زمانہ میں نے نہیں پایا، مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری اور مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی کی زیارت ایک دفعہ کی ہے مصاجت کا اتفاق نہیں ہوا مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی ایک دفعہ زیارت کی ہے اور ایک دفعہ وعظ بھی سنا ہے اس سے زیادہ ان حضرات کے ساتھ مصاحبت کا اتفاق نہیں ہوا مگر میرا اعتقاد ان بزرگوں کے متعلق یہ ہے کہ یہ سب حضرات علماء ربانیین اور اولیاء امت محمدیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے تھے احقر کو بعض مسائل میں ان سے اختلاف بھی ہے مگر میرا اعتقاد یہی ہے اور اس اعتقاد کے اختیار کرنے کا سبب ان کی تصنیفات کا مطالعہ اور استفادہ اور

قبول عام ہے بالخصوص مولانا اشرف علی تھانوی دامت برکاتہم کی خدمات طریقت پر نظر کر کے شبہ ہوتا ہے کہ وہ اس صدی کے مجدد ہیں۔ فقط

۱۲ جمادی الثانیہ ۱۳۳۵ھ

(چراغ سنت مؤلفہ مولانا سید فردوس علی شاہ صاحب۔ص ۲۷۰)

حضرت پیر احمد شاہ صاحب چورہ شریف رحمہم اللہ

اسوۂ اکابر میں ہے:

''متحدہ ہندوستان کے اور کئی ایسے مشائخِ طریقت ماضی قریب میں گزرے ہیں جن کے عمل سے ثابت ہے کہ وہ دیوبند کے مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے حضرات کے ساتھ حُسنِ ظن رکھتے تھے، ان میں سے بعض نے خود اکابر دیوبند کی شاگردی اختیار فرمائی مثلاً حضرت پیر احمد شاہ صاحب چورہ شریف ضلع کیمل پور کہ وہ اپنے جدّ امجد حضرت خواجہ ملّادین محمد صاحب چوروی رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی میں دیوبند کے مدرسے میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے گئے اور عمر بھر اکابر علما دیوبند کے علم و تقوی کی مدح فرماتے تھے راقم الحروف قاسمی نے خود حضرت پیر صاحب کی زبانی کئی دفعہ حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی اور حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری کی شان میں تعریفی الفاظ سنے ہیں۔'' (ص ۳۱)

حضرت خواجہ ضیا الملتہ والدین زیب سجادہ سیال شریف قدس سرّہ (م۱۳۷۸ھ)

آپ حضرت قطب ربّانی حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرّہ (المتوفی ۱۳۰۰ھ) کے پوتے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کے جلیل القدر مشائخ میں سے تھے آپ حضرت شیخ الہند مولانا

محمود حسن دیوبندی کی تحریک آزادی ہند سے بالکل متفق اور انگریزی اقتدار کے سخت مخالف تھے جس زمانے میں حضرت مولانا محمد ذاکر صاحب بانی جامعہ محمدّی شریف دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کرتے تھے آپ کا سفر ہندوستان ہُوا دارالعلوم دیوبند کے ارباب اہتمام کو معلوم ہوا تو اثناء سفر میں آپ کو تشریف آوری کی درخواست پیش کی جواب نے بخوشی قبول فرمائی دیوبند ریلوے اسٹیشن پر دارالعلوم کے اساتذہ و طلباء اور عوام کے ایک جم غفیر نے آپ کا استقبال کیا دارالعلوم میں مکمل چھٹی کر دی گئی اور ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔آپ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ حضرت خواجہ صاحب نے خطاب میں دارالعلوم کی علمی وسیاسی خدمات کی تعریف وتائید فرمائی۔ بعد ازں آپ نے دارالعوم کو ۲۰۰ روپے کا عطیہ بھی مرحمت کیا۔

مؤلف تحریک جامعہ محمدّی نے آپ کو تحریک خلافت اور تحریک آزادی کا مجاہد اعظم لکھا ہے۔ (ص ۹)

حضرت صاجزادہ سید محمد حسین شاہ صاحب علی پوری (م۱۳۸۱ھ۔۱۹۶۶ء)

خلف الرشید حضرت پیر حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری (م ۱۹۵۱ ھ) والد ماجد نے آپ کو مدرسہ مظاہر العلوم سہار نپور میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے بھیجا آپ وہاں سے فارغ التحصیل ہوئے، فرمایا کرتے تھے کہ ہم فارغین کی دستار بندی اس سال حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیو بندی رحمہ اللہ کے دست مبارک سے ہوئی تھی، آپ نے علی پور میں مدرسہ قایم کیا ہوا تھا طالب علموں کو خود بھی کتابیں پڑھاتے تھے دورۂ حدیث شریف کے لیے طالب علموں کو دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور جانے کی تلقین فرماتے تھے۔

حضرت مولانا مفتی محمد مظہراللہ صاحب رحمہم اللہ دہلوی (م۱۳۸٦ھ۔۱۹٦٦ء)

مفتی وامام مسجد فتح پوری دہلی،آپ حضرت مولانا مفتی محمد مسعود خلیفہ ارشد قطب ربانی حضرت سید امام علی شاہ صاحب مکان شریفی قدس سرہ (م ۱۲۸۲ ھ) کے پوتے تھے، مولانا محمد مسعود نے حضرت شاہ محمد اسحق صاحب محدث دہلویؒ کے تلامذہ حضرت نواب قطب الدین (م ۱۲۸۹ ھ) اور حضرت مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ ھ) سے کتب حدیث شریف پڑھی تھیں۔

مؤلف "تذکرہ مظہر مسعود" رقمطراز ہے:

"تعلیم تدریس میں اعلیٰ حضرت مولانا محمد مسعود کا مسلک مسلک ولی اللھی تھا کیوں کہ اسی خاندان سے فیض پایا تھا۔"

آگے چل کر مؤلف کی رائے یہ ہے کہ "شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک معتدل کی جن علماء نے پیروی کی ہے وہ ہمیشہ اختلافات سے بالاتر رہے ہیں۔" (ص ۳۴)

حضرت مولانا مفتی مظہر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی یہی روش پسند تھی "تذکرہ مظہر مسعود" آپ کے صاحب زادے پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب نے آپ کے حالات میں لکھا ہے۔ ان کا بیان ہے:

"اہل سنت والجماعت میں مختلف جماعتیں موجود ہیں مگر حضرت نے خود کو کبھی کسی جماعت سے وابستہ نہیں فرمایا حضرت کا مسلک "تائیدِ حق" تھا خواہ کسی جماعت میں ہو، یہی وہ معتدل راستہ تھا جس کی وجہ سے ہر مسلکِ فکر کے لوگ، کیا خواص کیا عوام حضرت کی بے انتہا قدرو منزلت کرتے تھے۔" (ص ۲۳۷)

جس کسی سے حضرت اختلاف رائے رکھتے، وہ اخلاص کی بنیاد پر ہوتا اس لیے ہمیشہ ذاتیات سے بالاتر ہوتا، یگانگت و محبت کو ہر حالت میں قائم رکھتے۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ یاد آیا جو خود حضرت نے سنایا تھا۔ دہلی کے مشہور عالم وفقیہ مفتی محمد کفایت اللہ مرحوم اور حضرت قبلہ

قدس سرہ کے درمیان بعض مسائل پر اختلاف رائے رہا ہے، مگر یہ اختلاف کبھی بنائے مخاصمت نہیں بنا، جن کو اللہ وسعت علم سے نوازتا ہے ان کو وسعت قلبی بھی عطا فرماتا ہے۔ یہ دونوں حضرات ایک دوسرے کا انتہائی احترام کرتے تھے آپس میں ملاقاتیں بھی ہوتیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ، مفتی صاحب مرحوم کے ہاں تشریف لے گئے دستک دی خادم آیا، اندر اطلاع ہوئی، مگر مفتی صاحب ذرا دیر سے تشریف لائے۔

ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا

حضرت قبلہ سے مصافحہ ہوا، اندر تشریف لے گئے حضرت نے دیکھا کہ کچھ بان کے ٹکڑے صحن میں بکھرے پڑے ہیں، سمجھ گئے کہ مفتی صاحب چارپائی بن رہے تھے چنانچہ حضرت نے دریافت فرمایا : "کیا کررہے تھے"۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ "کچھ نہیں" -- پھر دوبارہ حضرت نے دریافت فرمایا، تو مفتی صاحب نے حقیقت حال بیان فرمائی کہ وہ چارپائی بن رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا: "یہ تو میں بھی بن لیتا ہوں، لایئے ہم دونوں بنتے ہیں" چنانچہ چارپائی نکالی گئی اور ان دونوں جلیل القدر علماء رحمہما اللہ تعالی نے چارپائی بُنی، چارپائی کی خوش نصیبی پر رشک آتا ہے۔ ("تذکرہ مظہر مسعود" ص۲۳۷)

معتبر ذرائع سے یہاں تک معلوم ہوا کہ جب مفتی صاحب کا وصال ہوا انھوں نے وصیت فرمائی تھی کہ نماز جنازہ حضرت امام صاحب (حضرت قبلہ) پڑھائیں اس سے کمال عقیدت ومحبت کا اندازہ ہوتا ہے، یہ محبتیں ان حضرات کے لیے سبق آموز ہیں جو خواہ مخواہ دل میں رنجشوں کو پرورش دے کر دل کو ویران کرتے ہیں۔

آپ نے میانہ روی کی روش کو اپنایا، جس کی بنا پر آپ کر صلہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے جس کا خاطر خواہ اثر ہوا اور یگانگت کی راہ روشن ہوئی راقم نے بچشم خود دیکھا ہے کہ حضرت مفتی محمد

کفایت اللہ مرحوم نے عصر کی نماز آپ کے پیچھے پڑھی اور جب آپ نے نماز سے فارغ ہو کر انہیں دیکھا تو ان کی طرف بڑھے اور وہ آپ کی طرف اور معانقہ فرمایا۔

(تذکرہ مظہر مسعود ص ۳۳۱، بحوالہ ماہنامہ عقیدت نئی دہلی جولائی، اگست ۱۹۶۴ء ص ۳۰ ''مفتی اعظم'' مضمون علامہ اخلاق احمد دہلوی)

''مفتی محمد کفایت اللہ مرحوم کا شمار ہندوستان کے مشہور علماء و فقہا میں ہوتا تھا، حضرت مفتی صاحب کے تلامذہ پاک وہند میں پھیلے ہوئے ہیں فارغ التحصیل طلبہ بھی آپ کے درس میں شریک ہوتے تھے اس سے مفتی صاحب کی تبحر علمی اور تدریسی صلاحیت کا علم ہوتا ہے۔ مسجد فتحپوری میں رمضان المبارک اور عیدین کے سلسلے میں حضرت کی صدارت میں رویت ہلال کمیٹی کا جلسہ ہوا کرتا تھا مفتی صاحب اس میں برابر شرکت فرماتے۔ (ص ۴۶۲)

مولانا محمد الیاس مرحوم کی ذات محتاج تعارف نہیں آپ ہندوستان کی مشہور تبلیغی جماعت کے بانی مبانی ہیں اس جماعت کا مرکز بستی نظام الدین (نئی دہلی) میں تھا اور اب بھی وہیں ہے، مولانا الیاس صاحب وہیں اقامت گزین تھے مولانا حضرت قبلہ کا بڑا احترام فرماتے تھے۔ حضرت قبلہ بھی جب کبھی بستی نظام الدین تشریف لے جاتے تو گاہے گاہے مولانا کے ہاں بھی تشریف لے جاتے، خصوصا علالت کے زمانے میں عیادت کے لیے ضرور تشریف لے جاتے۔ (ص ۴۶۳)

حضرت مفتی محمد مظہر اللہ صاحب نے اپنے صاحبزادوں کو مدرسہ فتحپوری ہی میں دیوبندی اساتذہ سے تعلیم دلائی آپ کے ایک پوت داماد قاری رضوان اللہ صاحب نے مولانا انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ پر اپنا ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھ کر علی گڑھ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔ (ص ۴۸۱)

" انتفا ءالمحال فی رویة الہلال" (مطبوعہ جید برقی پریس دہلی ۱۳۷۰ھ-۱۹۵۰ء)
---میں حضرت مفتی مظہر اللہ صاحب اپنے موقف کی تائید میں حضرت گنگوہی سے استدلال کیاہے، فرماتے ہیں:

"اور مولانا گنگوہی نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس کو معتبر رکھا ہے" (ص ۵۰۳)

"فتویٰ رویت ہلال" (مطبوعہ جید پریس دہلی ۱۳۷۸ھ-۱۹۵۹ء) میں اپنے موقف کی تائید میں حضرت مفتی مظہر اللہ صاحب نے جن علماء کے ناموں کی فہرست تحریر کی ہے اُن میں:

(۱) حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ

(۲) حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ

(۳) حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی رحمتہ اللہ علیہ، اور

(۴) حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمتہ اللہ علیہ بھی شامل ہیں" ۔ (ص ۵۰۵)

اس رسالے کے آخر میں مرحوم نے مسلمانوں کو بڑی دلسوزی کے ساتھ وصیت فرمائی ہے کہ وہ ان لوگوں کی پیروی کریں جن کی روش مجتہدانہ نہیں بلکہ سلف کے راستے پر گامزن ہیں، فرماتے ہیں:

"مولانا مفتی محمد کفایت اللہ تو تشریف لے جاچکے اب فقیر بھی اپنی عمر پوری کر چکا ہے، آج نہیں کل اپنے مولا کے حضور میں حاضر ہو جائے گا اس لیے تمہیں وصیت کرتا ہے کہ تم ایسے امور میں ان علماء کی پیروی کرنا جو مجتہدانہ روش پر نہیں جارہے بلکہ سلف صالحین کے پیرو ہیں۔" (ص ۵۰۶)

حضرت مفتی محمد مظر اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۳۸۶ھ - ۱۹۶۶ء میں وصال فرمایا، اخبار الجمعیتہ نے حضرت کے سانحہ ارتحال کو نمایاں طور پر شائع کیا، نماز جنازہ میں

ایک بڑا ہجوم تھا۔ جمعیتہ علماء ہند، اخبار الجمعیت اور دیگر اداروں کے نمائندگان اور شہر کے معززین وعوام نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ انتقال پر ملال کی خبر ملتے ہی شام کو بغرض تعزیت ناظم اعلیٰ جمعیت علماء ہند حضرت مولانا اسعد مدنی، حضرت مولانا عبدالحلیم صدیقی، مولانا وحید الدین قاسمی صاحب ناظم جمعیت علما ہند اور جنرل مینیجر اخبار الجمعیتہ دہلی، مرحوم کے دولت کدہ پر تشریف لے گئے اور دوپہر تک پس ماندگان کے پاس بیٹھے رہے۔ (تذکرہ مظہر مسعود ص ۳۳۵)

حضرت مفتی مظہر اللہ صاحبؒ کی بیعت حضرت سید صادق علی شاہ صاحب فرزند و جانشین قطب ربانی مکان شریفی قدس سرہما سے تھی لیکن خلافت حضرت مولانا رکن الدین صاحب الوری رحمتہ اللہ علیہ سے پائی۔

حضرت خواجہ سید غلام محی الدین صاحب گولڑوی (م ۱۳۹۴ھ۔۱۹۷۴ء)

آپ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہما کے نور نظر تھے۔ مولانا کامل الدین اپنی تالیف " ڈھول کی آواز" میں رقمطراز ہیں کہ ایک مرتبہ "تحذیر الناس" کی عبارت پر بعض معترضین سے بحث ہوئی انھوں نے کہا کہ سیال شریف اور گولڑہ شریف سے فتویٰ لاؤ تو ہم مان جائیں گے مولانا کامل الدین پہلے سیال شریف اور پھر گولڑہ شریف حاضر ہوئے، ہر دو مقامات سے سنہری تحریریں پائیں، مولانا لکھتے ہیں:

"احقر گولڑہ شریف پہنچا صوفی غلام نبی کی وساطت سے حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب سجادہ نشین سے ملاقات ہوئی، سب واقعہ بیان کیا گیا انھوں نے مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی شیخ الحدیث جامعہ عباسیہ بہاولپور خلیفہ خاص حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو

(جو اتفاقیہ وہاں آئے ہوئے تھے) حکم دیا کہ آپ میری طرف سے ان کو لکھ دیں، انھوں نے الفاظ ذیل لکھے جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہیں:

قال ''میرا مذہب یہ ہے کہ علما دیو بند مسلمان ہیں اور دین کا کام کر رہے ہیں، جو شخص ان کے حق میں کچھ برا کہتا ہے اس کا ایمان خطرے میں ہے میرے قبلہ حضرت بڑے پیر صاحب (حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ) کا بھی یہی مذہب تھا''۔ ختم

(''ڈھول کی آواز'' مولفہ مولانا کامل الدین رتوکالوی، مطبوعہ ثنائی پریس سر گودھا)

حضرت مولانا محمد ذاکر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ محمدی شریف

(۱۳۹۶ھ-۱۹۷۶ء)

مولف '' تحریک جامعہ محمدی'' رقم طراز ہیں:

''مولانا محمد ذاکر صاحب نے ابتدائی تعلیم تو آبائی قصبے میں حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے، جہاں سے آپ نے حدیث، تفسیر اور فقہ کی تعلیم کو مکمل کیا، آپ حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب کشمیریؒ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں، تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے تحریک خلافت اور تحریک آزادی کے مجاہد اعظم ضیاء العارفین حضرت خواجہ محمد ضیا الملت والدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔۔۔۔۔۔ آپ نے اپنے شیخ طریقت کے ساتھ تحریک خلافت میں بھی حصہ لیا، غیر ملکی اقتدار کی کھل کر مخالفت کی جس کے نتیجے میں مولانا موصوف کو بارہا قید و بند کی صعوبتوں سے بھی دو چار ہونا پڑا۔'' ('' تحریک جامعہ محمدی'' ص ۹ شائع کردہ شعبہ تالیف و تصنیف جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ)

''جامعہ محمدی شریف کے بانیوں نے امام حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بتلائے ہوئے اسی نسخہ شافی یعنی الجمع بین المختلفات کو اصل الاصول قرار دیاہے اور اس اصل کو تحریک کے تین اساسی عناصر:

1. جدید و قدیم علوم کا امتزاج
2. مسلک اعتدال اور
3. اتحاد عالم اسلام میں پیوست کرنے کی کوشش کی ہے۔'' (تحریک جامعہ محمدی ص ۵۸)

حضرت خواجہ قمرالدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف (م ۱۴۰۱ھ۔۱۹۸۱ء)

قطب العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہ کے پڑپوتے اور حضرت خواجہ ضیاء الملت والدین کے فرزند و جانشین ہیں حضرت سیالوی مدظلہ کی ایک سنہری تحریر جو انھوں نے مولانا کامل الدین رتوکالوی کو عنایت فرمائی ملاحظہ ہو:

میں نے ''تحذیر الناس'' کو دیکھا، میں مولانا قاسم صاحب کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتا ہوں مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے، خاتم النبیین ﷺ کے معنی بیان کرتے ہوئے جہاں مولانا کا دماغ پہنچا ہے وہاں تک معترضین کی سمجھ نہیں گئی، قضیہ فرضیہ کو قضیہ واقعیہ حقیقیہ سمجھ لیا گیاہے۔

فقیر قمرالدین سیال شریف

(''ڈھول کی آواز'' مولفہ مولانا کامل الدین رتوکالوی ص ۱۱۶، مطبوعہ ثنائی پریس سرگودھا)

حضرت خواجہ سدید الدین صاحب چشتی نظامی سجادہ نشین مرولہ شریف ضلع سرگودھا (م ۱۴۰۹ھ۔۱۹۸۹ء)

آپ کے دادا بزرگوار حضرت خواجہ محمد معظم الدین رحمہ اللہ، شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہ کے خلیفہ اجل تھے، آپ نے قصبہ پپلاں ضلع میانوالی کے دیو بندی اساتذہ سے تعلیم حاصل کی، آپ عالم وفاضل ہیں اور مسلک اعتدال کے حامل، آپ کے استاد محترم ختم المحدثین حضرت مولانا انورشاہ صاحب کشمیری رحمتہ اللہ علیہ کے ہمدرس اور شیخ العالم حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندی رحمتہ اللہ علیہ کے باکمال شاگرد تھے، راقم سطور نے ذاتی طور پرآپ کو وسیع المشرب پایا ہے، لاہور میں بارہا آپ کی مجلس میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا ہے آپ کے صاحبزادے جناب غلام نظام الدین صاحب سے میرے گھرے روابط ہیں، وہ جب لاہور آتے ہیں میرے ہاں بھی تشریف لاتے ہیں، فقیر بھی دو مرتبہ مرولہ شریف میں ایک دو شب ان کی مہمانی کا شرف حاصل کر چکا ہے۔ چند سال پیشتر ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۸۸ھ (ستمبر ۱۹۶۸ء) کو جب حاضری ہوئی تو حضرت خواجہ قمر الدین صاحب سیالوی مدظلہ بھی ایک خاصی جماعت کے ساتھ وہاں تشریف لائے ہوئے تھے، جن میں علماء بھی تھے صبح ناشتہ کے بعد جو مجلس تھی اس کی یاد اب تک تازہ ہے، اس میں اکابر علما دیو بند کا تذکرہ بھی ہوا حجتہ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کی " تحذیر الناس " کی عبارت کے بارے میں علماء میں سے کسی نے سوال کیا حضرت خواجہ قمر الدین صاحب نے حضرت نانوتوی قدس سرہ کی تائید کے ساتھ فرمایا کہ معترضین ان کی عبارت کو سمجھتے نہیں میں علما دیوبند کی تکفیر سے بری ہوں، پھر شیخ الاسلام حضرت مولانا انور شاہ کشمیری قدس سرہ کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان ہوئے، " نورُالایضاح " کا پورواقعہ بیان فرمایا کہ کس طرح حضرت

شاہ صاحب کشمیری مصر تشریف لے گئے اور ایک کتب خانے میں "نورالایضاح" کا قلمی نسخہ دیکھا اور پھر یہاں ہندوستان آکر اپنے حافظے سے اس کو من وعن نقل کر کے شائع کرا دیا، حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا:

"مولانا انور شاہ صاحب کا حافظہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا معجزہ تھا۔"

ایک معمر عالم مجلس میں آئے، خواجہ صاحب نے ان سے پوچھا آپ نے حدیث کس سے پڑھی تھی ؟ انھوں نے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری قدس سرہ کا نام لیا آپ نے دریافت فرمایا "مولانا محمود حسن صاحب کو بھی دیکھا تھا" پھر خود ہی فرمایا: "مولانا بہت بڑے محدث تھے" ۔

حضرت خواجہ قمر الدین صاحب مدظلہ نے اپنے استاذ گرامی حضرت علامہ معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر بھی نہایت والہانہ انداز میں کیا، ترک موالات کے حق میں ان کے ایک رسالے کا بھی ذکر کیا (حضرت علامہ اجمیری کے اکابر دیوبند سے گہرے روابط تھے، وہ جمعیت علماء ہند کے صدر بھی رہے) اپنے استاذ محترم کی علمی شان بیان کرتے ہوئے خواجہ صاحب نے فرمایا: "مولانا احمد رضا خاں صاحب کا عشق رسول صلی اللہ علیہ و الہ وسلم بجا مگر میں ملحاظ علم وفضل انہیں اپنے استاذ علامہ معین الدین اجمیری کے برابر نہیں سمجھتا۔"

اس مجلس میں اور بھی باتیں ہوئیں کیونکہ ہمارا عنوان "حکایت مہر ووفا" ہے اس لیے انہیں نظر انداز کرتے ہیں۔

حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی انبیٹھوی رحمہم اللہ

خلیفہ حضرت حافظ صابر علی رامپوری سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے شیخ طریقت تذکرہ خواجگان چشتیہ صابریہ المعرف بہ "انوار العاشقین" شیخ الاسلام حضرت مولانا انوار اللہ خاں صاحب چشتی حیدر آبادی (استاذ نظام عثمان علی خان دکن) کے ارشاد پر تصنیف کیا جو ۱۳۳۲ھ-۱۹۱۴ء میں حیدر آباد دکن سے شائع ہوا۔

مؤلف "انوار العاشقین" نے حضرت قطب الاقطاب مرشد العرب والعجم اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا زمانہ بھی پایا ہے حضرت حاجی صاحب اور ان کے مسترشدین سے انہیں بہت تعلق خاطر تھا، قطب الارشاد حضرت گنگوہی اور حجت الاسلام حضرت نانوتوی اور دیگر بزرگان دیوبند سے انہیں والہانہ عقیدت و محبت تھی ذیل کا اقتباس انہی جذبات کا آئینہ دار ہے۔

"حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ بیشمار ہر دیار وامصار میں ہیں متاخرین چشتیہ صابریہ میں (باوجود قیام مکہ معظمہ کے کہ وہاں حاضر ہو کر شہرت کا ہونا نادر ہے) حضرت ممدوح کے برابر مشائخ میں سے کسی کو اس درجہ شہرت نہیں ہوئی منجملہ آپ کے خلفاء کے حضرت بقیتہ السلف حجتہ الخلف مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ مسلّم علماء و صلحاء گزرے ہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء بھی آجکل بزرگ اور عالم باعمل مانے جاتے ہیں جیسے حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی صدر مدرس مدرسہ عالیہ دیو بند اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی صدر مدرسہ عالیہ دیو بند، حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رائے پوری، حضرت مولانا صدیق احمد صاحب انبیٹھوی اور حضرت مولانا رشید احمد

صاحب کے صاحبزادے حضرت مولانا حکیم مسعود احمد صاحب خاص گنگوہ میں مولانا کے جانشین اور اوقات کے پابند ہیں، راقم الحروف ان سے مل کر خوش ہوتا ہے اور جس طرح حضرت مولانا رشید احمد صاحب عاجز کے ساتھ نوازش و کرم سے پیش آتے تھے، اسی طرح حکیم صاحب کمال شفقت و محبت سے پیش آتے ہیں، یہ حضرات تو مولانا کے خلفاء ہیں، مگر جناب مولوی شاہ ظہور احمد انبیٹھوی کو جو نسبت خاص روحِ مقدس حضرت مولانا سے یہ عاجز راقم الحروف پاتا ہے وہ فنافی الشیخ کے درجہ سے کم نہیں، لہٰذا یہ بدرجہ اولی خلافت کے لائق ہیں، بارک اللہ فی عمرہم و صلاحھم، حاجی وارث حسن صاحب بھی حضرت مولانا رشید احمد صاحب کے عمدہ خلفا میں ہیں، اور مشائخانہ طریقہ اور لباس صوفیانہ رکھتے ہیں۔ حضرت مکرمی مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمتہ اللہ علیہ سے عالم وجاہل دونوں کو فائدہ پہنچتا ہے، روایاتِ صحیحہ اور مضامینِ عالیہ نہایت آسان عبارت میں بیان فرماتے ہیں بڑے قادر الکلام ہیں، زبردست مصنف ہیں صدہا کتابیں تصنیف کر چکے ہیں۔

حضرت مولانا محمد قاسمؒ نے اپنی تمام عمر میں جہاں تک ہمیں معلوم ہے بوجہ کسرِ نفسی اور کمال تواضع کے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا تھا، بیعت بھی حضرت قبلہ عالم حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے نیابتاً کرتے تھے، حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے عشق اور محبت میں فنا تھے، کمالات امدادیہ میں نقل کیا ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی اپنے بندوں کو ایک لسان عطا فرماتا ہے شمس تبریز کے واسطے مولانا رومی کو لسان بنایا تھا اور مجھ کو مولانا محمد قاسم رحمتہ اللہ علیہ لسان عطاء ہوئے ہیں اور جو میرے قلب میں آتا ہے مولوی صاحب اس کو بیان کر دیتے ہیں، میں بعض اصطلاحات نہ جاننے کیوجہ سے اس کو بیان نہیں کرسکتا۔ عاجز راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ زمانہ طالب علمی میں یہ عاجز ایک دفعہ مخدوم العالمین حضرت خواجہ سید مخدوم علاء الدین علی احمد صابر رضی اللہ تعالی عنہ کی زیارت سے

خواب میں مشرف ہوا تو اس وقت حضور مخدوم رحمتہ اللہ علیہ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ کی صورت میں نظر آئے اور حضرت عارف باللہ شیخی توکل شاہ صاحب مجددی (انبالوی) رحمتہ اللہ علیہ نے عاجز سے فرمایا تھا کہ میں نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لے جا رہے ہیں، مولانا محمد قاسم توجہاں پائے مبارک حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا پڑتا ہے وہاں دیکھ کر پاؤں رکھتے ہیں اور میں بے اختیار بھاگا ہوں کہ حضور کے پاس پہنچوں چنانچہ میں آگے ہو گیا۔"

(انوار العاشقین ص ۸۲ تا ۸۸ شائع کردہ مجلس اشاعت العلوم حیدرآباد دکن بار اول مطبوعہ عثمان پریس حیدرآباد، دکن)

حضرت سید شاہ عبدالحی صاحب چاٹگامی (ولادت ۱۲۷۶ھ)

آپ اپنے والد ماجد شاہ مخلص الرحمن (م ۱۳۰۲ھ) کے خلیفہ وجانشین تھے آپ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کے تلمیذ تھے آپ کے ایک مرید حکیم سید سکندر شاہ صاحب نے "سیرۃ فخر العارفین" کے نام سے آپ کے حالاتِ زندگی جمع کر کے شائع کیے ہیں۔ آپ نے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر پڑھی، آپ فرماتے تھے:

"اس میں شک نہیں کہ مولانا رشید احمد صاحب قبلہ زُہد کی مجسم تصویر ہیں۔"

حضرت مولانا محبوب الرّسول صاحب للہ شریف ضلع جہلم

حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کو میں اولیا سے سمجھتا ہوں، وہ اللہ تعالیٰ کی آیت تھے، اسلام اور علم کی حبوان سے اللہ تعالیٰ نے خدمت لی ہے وہ انہی کا حصہ ہے، اللہ تعالے ان کے

حسنات کو قبول فرما کر ان کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین، اور ہم ایسے سیاہ کاروں کو اپنے نیک بندوں کے طفیل بخش دے آمین، یارب العلمین بار بار زبان پر آتا ہے کہ اللھم نور مرقدہ واحشر نامعہ، باقی رہا فرقہ ضالہ کا ان کی عبارت سے اپنے مفید مطلب معنے نکالنے، تو ہر ہوش مند آدمی ایسی باتوں کی طرف دھیان بھی نہیں کرسکتا، اس فرقہ ضالہ نے کس چیز سے مفید مطلب معنے نہیں نکالے، آیاتِ قرآنی کی تاویل کی، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنے رنگ میں ڈھالا حضرت مجد د الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مکاتیب شریف سے عبارتیں نکال کر ان کو تاویل کی سان پر چڑھایا، تو کیا ہم فرقہ باطلہ کی باتیں سُن کر ان بزرگوں کے حق میں بد عقیدہ ہوجائیں گے، اعوذ باللہ منہا، بہرحال میں کیا کہ اس پر اپنی رائے دوں اور پھر حجتہ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے علم اور ایمان پر روشنی ڈالوں، میں ان لوگوں کے وسلیہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت چاہتا ہوں ،اس سے زیادہ کیا عرض کروں۔
خیر الکلام ماقلّ ودلّ
(ننگ اسلاف سیاہ کار ظلوم وجہول محبوب الرسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم للہ شریف ضلع جہلم ۲۱ مئی ۱۹۶۴ء منقول از ''ڈھول کی آواز'' ص ۱۱۷)

الحاج محمد حنیف صاحب سجادہ نشین کوٹ مومن ضلع سرگودھا

اقتباس تحریر:

''مرزائیوں و دیگر معترضین کا حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے متعلق غلط الزام احقر کتاب'' تحذیر الناس ''مصنفہ حضرت مولانا موصوف کا بغور مطالعہ کر کے حیران رہ گیا کہ مرزائی وغیرہ کس بے باکی سے مولانا نانوتوی کو اجرائے نبوت بعد رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا معتقد مانتے ہیں حالانکہ ''تحذیر الناس'' کی عبارت سے کہیں بھی استبنا طاًو استخر اجاً یہ چیز ثابت نہیں ہوسکتی۔'' (احقر محمد حنیف خطیب کوٹ مومن)

''میں اس (مذکورہ بالا) تحریر (متعلق تحذیر الناس) سے بالکل متفق ہوں۔''
(ناچیز محمد مطلوب الرسول سجادہ نشین للہ شریف ضلع جہلم ''ڈھول کی آواز'' ص ۱۱۹،۱۱۸)

حضرت خواجہ شہید اللہ صاحب فریدی رحمہم اللہ

آپ نومسلم انگریز ہیں حضرت سید ذوقی شاہ صاحب رحمتہ اللہ (خلیفہ حضرت مولانا وارث حسن صاحب لکھنویؒ) کے خلیفہ ہیں، آپ نے ''تربیتہ العشاق'' کے نام سے اپنے پیرو مرشد کے ملفوظات جمع کیے ہیں، ص ۱۱۹ پر ایک ملفوظ نقل فرماتے ہیں، عنوان یہ ہے:
''حضرت اقدس رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور مولانا گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ سے خلافت'' ملفوظ ملاحظہ ہو:
''حسب ذیل خواب حضرت اقدس رحمتہ اللہ علیہ نے دسمبر ۱۹۴۰ء، مطابق ذوالقعدہ ۱۳۵۹ ھ، میں بیان فرمایا:
''ایک دفعہ حضرت اقدسؒ نے اپنے مجاہدات کے زمانے کا خواب سنایا، جس میں آپ کو حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ سے خلافت ملی، آپ نے حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ سے خلافت پانے کا واقعہ بھی بیان فرمایا۔
ارشاد فرمایا کہ مجاہدات کے زمانے میں جب میں اجمیر شریف میں رہتا تھا ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ ایک بہت صاف ستھرے صحن میں ہوں جو سفید سنگ مرمر سے بناہوا ہے، وہاں علماء کا ایک جلسہ ہوا ہے، میرے ایک دوست مولوی اشرف حسین (یاشاید حضرت نے عابد حسین فرمایا) نے میرا تعارف حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ سے کرایا، اس وقت آپ کی صورت ایک نوجوان کی سی تھی اور سر پر سنہری تاج پہنے ہوئے تھے اور نہایت

عظیم الشان ہستی معلوم ہوتے تھے، آپ مجھے بہت خوشی سے ملے اور میرا امتحان لینے لگے ساتھ ہی آپ نے فرمایا: "شاید پہلی نظر سے سوالات مشکل نظر آئیں لیکن ان کا جواب آسان ہوگا۔"

میں نے سارے سوالوں کا ٹھیک جواب دیا، شروع سے میں اپنے شیخ مولانا وارث حسن صاحبؒ کو تلاش کر رہا تھا تاکہ مجھے کچھ سہارا مل جائے، امتحان کے بعد مولانا رشید صاحب گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا : "اچھا اب تم لوگوں کو تعلیم دینا شروع کر سکتے ہو۔"

جب میں مولانا رشید احمد گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ سے رخصت ہوا تو پھر مولانا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو ڈھونڈنا شروع کیا، میں نے ایک سیڑھی دیکھی میں اس پر چڑھنے لگا، اوپر جا کر مولانا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو مریدین کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے دیکھا مولانا صاحب نے دیکھتے ہی فرمایا: "تم کہاں تھے میں تمہارا انتظار کر رہا تھا"۔

میں نے ان کو سارا ماجرا سنایا اور آپ بہت مسرت اور دلچسپی سے سنتے رہے پھر خواب ختم ہو گیا اور میں تین دن تک اسی حال میں پلنگ ہی پر پڑا رہا، اس کے بعد میں لکھنؤ گیا اور مولانا صاحب سے ملا، اس وقت میں نے آپ کو اسی حالت میں پایا جیسے خواب میں دیکھا تھا مولانا صاحب نے دیکھتے ہی اسی محبت سے دریافت فرمایا: "تم کہاں تھے میں تمہارا انتظار کر رہا تھا۔" یہ سن کر میں ہنسنے لگا، جب مولانا صاحب نے ہنسنے کا سبب دریافت فرمایا تو میں نے وہ خواب بیان کیا اس کے تھوڑے دنوں بعد مجھے خلافت نیابتی ملی۔

("تربیتہ العشاق" ص ۱۱۹، ۱۲۰ شائع کردہ محفل ذوقیہ کراچی طبع دوم ۱۳۹۳ھ ، ۱۹۷۴ء)

جناب پیر کرم شاہ صاحب ازہری سجادہ نشین بھیرہ

(مدیر اعلیٰ ماہنامہ "ضیائے حرم")

خانقاہ عالیہ چشتیہ سیال شریف سے مستفیض ہیں، عالم وفاضل ہیں۔مکتوب بنام مولانا کامل الدین رتوکالوی، پچاس سطور کی اس تحریر سے چند اقتباس ملاحظہ ہوں :

"حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمّی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا۔"

"جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہ کی یہ نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کے لیے سرمۂ بصیرت کا کام دے سکتی ہے، رہے فریفتگانِ سامانِ مصطفوی ﷺ، تو ان بے قرار دلوں اور بے تاب نگاہوں کی وارفتگیوں میں اضافہ کا ہزار سامان اس (تحذیر الناس) میں موجود ہے۔"

"مولانا خاتم النبیین ﷺ کی آیات کی تحقیق فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ ختمِ نبوت ﷺ کے دو مفہوم ہیں، ایک وہ ہے جہاں تک عوام کی عقل و خرد کی رسائی ہے اور دوسرا وہ ہے جسے خواص ہی خداداد نورِ فراست سے سمجھ سکتے ہیں۔"

"ختمِ نبوت ﷺ کا یہ ہمہ گیر مفہوم جو مبداء ومآل اور ابتداء اور انتہاء کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے، اگر امتِ مرزائیہ وغیرہ کی سطح سے بلند تر ہو تو اس میں کسی کا کیا قصور ؟"

(محمد کرم شاہ از بھیرہ ضلع سرگودھا "ڈھول کی آواز" ص ۱۲۸ تا ۱۳۰)

کیپٹن واحد بخش صاحب سیال خلیفہ جناب خواجہ شہید اللہ فریدی

''علمائے دیوبند حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی علیہ الرحمتہ کے مرید ہیں اور پکے صوفی ہیں، آپ (حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ) نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بے دین انگریزی سلطنت کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا اور کئی معرکے لڑے، لیکن چونکہ آپ کے رفقاے کار کی جماعت قلیل تھی اس لیے کامیاب نہ ہوسکے اور بالآخر انگریزی حکومت نے آپ کے خلاف وارنٹ جاری کر دیے، جس کیوجہ سے آپ حجاز مقدس ہجرت فرما گئے، اسی طرح آپ کے رفقائے کار اور مخلص مریدین مثلا حضرت مولانا محمد قاسم بانی دارالعلوم دیوبند اور مولانا رشید احمد گنگوہی کے خلاف بھی انگریزوں نے وارنٹ گرفتاری نکالے اور بغاوت کے مقدمے چلائے، صوفیائے دیوبند سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ سے تعلق رکھتے ہیں حنفی مذہب پر کاربند اور شریعت اسلامیہ پر اس سختی سے کاربند ہیں کہ وہابی مشہور ہوگئے۔''

(مشاہدہ حق از کیپٹن واحد بخش سیال ص ۱۷۹، ۱۸۰ شائع کردہ محفل ذوقیہ کراچی مطبوعہ الطفیل آرٹ پرنٹرز لاہور۔)

حرف آخر

اس باپ کی مسرت وشادمانی کا تصور کیجیے جس کی اولاد میں اتحاد و اتفاق ہو الفت و محبت ہو۔۔۔ یکدلی و یکجہتی ہو اور وہ آپس میں ایک دوسرے پر جان چھڑکتے ہوں، ٹھیک اسی طرح امت اسلامیہ کے مختلف طبقوں کے درمیان اتحادواتفاق اور عقیدت و احترام آنحضرت صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی راحت وشادمانی کا موجب ہے اور انتشار و افتراق آپ ﷺ کے رنج وملال کا باعث، ارشاد خداوندی ہے ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم " اور باہم جھگڑو نہیں ورنہ تم اندر سے کھوکھلے ہو جاؤگے اور تمہاری ہوااکھڑ جائے گی "، یہ چند سطور اسی جذبے سے احباب کی خدمت میں پیش کی جارہی ہیں، بعض چشتی مشائخ کے ملفوظات میں حسب ذیل رباعی کی تکرار بڑی کثرت سے پائی جاتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہ صرف بزرگوں کا خاص ذوق ہے بلکہ یہی پیغام وہ امتِ مسلمہ کے ایک ایک فرد تک پہنچانا چاہتے تھے۔

ہر کہ مارا یار نبود ایزد اُورا یار باد

ہر کہ مارا رنجہ دارد راحتش بسیار باد

ہر کہ اُو خارے نہد در راہ ما از دشمنی

ہر گلے کز باغِ عمرش بشگفد، بے خار باد